# دُرِّ المُختار (اُردو)

(غایۃُ الاَوطار)

مترجمہ

مولوی خُرم علی صاحب مرحوم بتکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی

جلد اوّل

قانونی کتب خانہ • کچہری روڈ • لاہور

زائل ہوگیا اور مانع مرتفع ہوا تو جائز ہے پھر بعد زوال خوف اور مانع کے اگر حج کو پایا تو کیا خوب بات ہے اور اگر موسم حج کا جاتا رہا تو عمرہ کرکے احرام کو اتارے اسواسطے کہ ذبح کرنے سے احرام کا اتارنا بسبب ضرورت کے تھا تاکہ احرام کی مدت نہ دراز ہوجاوے کہ اسپر مشکل پڑجاوے کذا فی الزیلعی **وبذبحه کیل ولو بلا حلق وتقصیر** اور ہدی کے ذبح کرنے سے احرام سے خارج ہوجاتا ہے اگرچہ سر نہ منڈایا ہو اور بال نہ کترائے ہوں لیکن حلق افضل ہے کذا فی المنح فلو ظن ذبحه فتحلل کا تحلل فظهر انه لم یذبح او ذبح فی حل لزمه جزاء ما جنی پھر اگر محرم محصر نے ہدی کے ذبح ہوجانے کا گمان کرکے ممنوعات احرام سے کوئی فعل کیا جیسے غیر محرم کرتا ہے پھر ظاہر ہوا کہ ہدی ذبح نہوئی تھی یا حل مین ذبح ہوئی تھی نہ حرم مین تو اسپر اپنی جنایت کرنے کی سزا لازم ہوگی **ویجب علیه ان حل من حجه ولو نفلا حجة بالشروع وعمرة للتحلل ان لم یحج من عامه** اور اگر حج کا احرام باندھا ہے اگرچہ نفل ہی حج ہو تو اسپر حج واجب ہے بسبب شروع کرنے کے اور عمرہ واجب ہے بسبب تحلل کے بشرطیکہ اس سال حج نہ کیا ہو اور اگر بعد زوال مانع کے اسی سال حج ادا کیا تو فقط حج لازم ہوگا نہ عمرہ کذا فی الطحطاوی **وعلی المعتمر عمرة** اور عمرے کا احرام باندھنے والا اگر رد کا جاوے تو اسپر فقط ایک عمرہ واجب ہے **وعلی القارن حجة وعمرتان** احدہما للتحلل اور قارن پر ایک حج اور دو عمرے واجب ہین ایک عمرہ بسبب تحلل کے اور دوسرا قران کا **هم** قضا مین اسکو اختیار ہے چاہے قران کرے چاہے تینون کو علٰحدہ علٰحدہ قضا کرے کذا فی الطحطاوی **فان لبعث ثم زال الاحصار وقدر علی ادراک الهدی والحج معا توجه وجوبا** پھر اگر محصر نے ہدی کو روانہ کیا بعد اسکے احصار زائل ہوگیا اور وہ قادر ہے ہدی اور حج کے پانے پر ساتھی تو اسپر واجب ہے کہ حج کرنے کو روانہ ہو اور اسوقت مین ہرگز جائز نہین احرام سے خارج ہونا ہدی بھیجکر اسواسطے کہ ہدی بھیجنا بدلا تھا حج کا اور حالانکہ اب خود اصل پر قادر ہوگیا تو عوض کا کچھ اعتبار نرہا کذا فی المنح **والا یقدر علیهما لا یلزمه التوجه بل هی رباعیة** اور اگر ہدی اور حج کے پانے پر ساتھ ہی قادر نہوا تو اسپر روانہ ہونا لازم نہین اور یہ مسئلہ رباعی ہے یعنے چار صورتون کا محتمل ہے پہلی صورت یہ ہے کہ ہدی اور حج دونون کو پاوے دوسری صورت یہ ہے کہ دونون کو نپاوے تیسری صورت یہ کہ فقط ہدی کو پاوے نہ حج کو چوتھی صورت یہ کہ فقط حج کو پاوے نہ ہدی کو پہلی صورت مین تو جانا لازم ہے اور باقی تین صورتون مین لازم نہین لیکن اگر تحلیل کے واسطے جاوے اور عمرہ کرے تو جائز ہے کذا فی المنح اور چونکہ امام کے نزدیک ذبح کرنا قبل یوم النحر کے جائز ہے تو ادراک حج کا بدون ہدی کے ممکن ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ادراک حج کو ہدی لازم ہے اسواسطے کہ انکے نزدیک قبل یوم النحر کے ذبح کرنا جائز نہین کذا فی شرح الوقایة **ولا احصار بعد ما وقف** بعرفة للامن من الفوات اور احصار نہین بعد وقوف عرفات کے اسواسطے کہ [illegible] عرفات کے فوت ہوجانا حج کا متصور نہین تو امن حاصل ہوگیا پھر اگر بعد وقوف عرفات کے احصار قائم رہا تو ترک واجبات سے یعنے وقوف [illegible] رمی جمار کے ترک سے ذبح کرنا لازم ہوگا اور اسیطرح تاخیر حلق اور طواف الزیارة سے ذبح لازم ہوگا کذا فی الطحطاوی **والممنوع ولو بمكة من الركنين محصر علی الاصح** اور جو شخص کہ دو رکن یعنے وقوف عرفات اور طواف الزیارة سے روکا جاوے اگرچہ وہ مکہ مین ہو وہ محصر ہے بقول اصح **والقادر علی احدهما لا اما علی الوقوف فلتمام حجه به واما علی الطواف فلتحلله به** کمامر اور جو کہ قادر ہوا ایک رکن پر وہ محصر نہین جو وقوف عرفات پر قادر ہوا وہ اسواسطے محصر نہین کہ وقوف سے حج تمام ہوگیا اور جو طواف پر قادر ہوا وہ اسواسطے محصر نہین کہ وہ طواف کرنے سے احرام سے خارج ہوگیا چنانچہ مذکور ہوچکا کہ طواف اصل ہے تحلل مین اور ذبح کرنا ہدی کا اسکا بدلہ ہے اصل کے ہوتے بدلہ کی کچھ حاجت نہین

## باب الحج عن الغیر

یہ باب ہے غیر شخص کیطرف سے حج کرنے کا یعنے بطور نیابت کے دوسرے کیطرف سے حج کرنا **الاصل ان کل من اتی بعبادة مالیة حصل ثوابها لغیره وان نواها عند الفعل لنفسه بظاهر الادلة** اصل یہ ہے کہ جو شخص کوئی عبادت کرے نماز یا روزہ یا خیرات یا قرأت قرآن یا ذکر یا حج یا عمرہ یا طواف یا اور نیکیان تو اسکو جائز ہے کہ اسکا ثواب غیر شخص کے واسطے کردے اگرچہ عبادت کرنے کے وقت اپنی ذات کے واسطے نیت کی ہو یہ اصل ثابت ہے دلائل قرآن اور

احادیث کی ظاہر دلالت سے بلا ارتکاب تاویل ہم قرآن مجید مین ولد کو ارشاد ہوا کہ والدین کے واسطے یون دعا کرے (رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا) یعنے اے میرے رب میرے والدین پر رحم کر جیسا کہ انھون نے مجکو لڑکپن مین پالا تو اگر انسان کا عمل دوسرے کو نہ مفید ہوتا تو ولد کی دعا والدین کے حق مین مبنا مُدہ ہوتی حالانکہ یہ خلاف ہی اور حق تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ فرشتے مومنین کے واسطے دعاے مغفرت کرتے ہین تو ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو مفید ہوتا ہی اور احادیث تو بنابت اور ثواب رسانی مین بکثرت ہین از انجملہ بخاری اور مسلم مین یہ حدیث متفق علیہ ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دو مینڈھون کو قربانی کیا ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کیطرف سے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عبادت مالی مین نیابت صحیح ہی اس حدیث کے مضمون کو ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اور حاکم اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور اسحٰق اور ابو یعلی اور بزار اور دارقطنی نے چند صحابہؓ سے روایت کیا ہی تو معلوم ہوا کہ قدر مشترک یہ حدیث مشہور ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ ایک مرد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ تھے جن سے مین ان کی زندگی مین نیکی کرتا تھا سو اب کیونکر مین انکے ساتھ نیکی کرون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بعد موت کے نیکی یہ ہی کہ نماز پڑھا کر انکے واسطے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھا کر انکے واسطے اپنے روزہ کے ساتھ اور یہ بھی اُسنے علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبرستان پر گذرے اور گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور اُسکا ثواب مردونکو بخشے تو اسکو ثواب دیا جاویگا بقدد اموات کے اور ابو خص عسکری نے روایت کی کہ انسؓ نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم خیرات کرتے ہین اپنے مردون کیطرف سے اور حج کرتے ہین انکی طرف سے اور دعا کرتے ہین انکے واسطے کیا انکو یہ پہونچتا ہی فرمایا کہ ہان البتہ انکو پہونچتا ہی اور وہ خوش ہوتے ہین اس سے جیسے کوئی تم مین خوش ہوتا ہی طبق سے جب کوئی اسکو تحفہ بھیجے اور سنن ابو داؤد مین مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردون پر بیس پڑھا کرو

طبرانی

لہ یعنی اللہم کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھا کرو اور اسکے معنے ہیں اے اللہ ہمارے لئے مغفرت کر ہمارے مردون کی اور ہمارے زندون کی اور ہمارے غائبون کی اور ہمارے چھوٹون کی اور ہمارے بڑون کی اور ہمارے مردون کی اور ہمارے عورتون کی

تو ان احادیث کثیرہ سے ثابت ہوا کہ اعمال صالحہ کا ثواب غیر کو نافع ہوتا ہی کذا فی فتح القدیر وما قولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی ای الا اذا وہبہ لہ کما حققہ الکمال اور اللام بمعنی علی کما فی لہم اللعنۃ اور یہ جو قول ہی حق تعالیٰ کا کہ انسان کو کوئی چیز نافع نہین مگر جو کہ اُسنے خود کیا تو مراد یہ ہی کہ انسان کو غیر کے عمل سے کچھ حاصل نہین مگر جبکہ غیر بخشے اسکو تو البتہ مفید ہوگا چنانچہ اس مطلب کو ثابت کیا ہی کمال الدین بن ہمامؒ نے فتح القدیر مین یا لام اس آیت مین بمعنی علی کے ہی چنانچہ لہم اللعنۃ مین بمعنی علی ہی تو اس صورت مین یہ مطلب آیت کا ہوگا کہ انسان کو کوئی چیز مضر نہین سوا اپنے عمل کے تو نفی مضرت کی ہوئی نہ منفعت کی ہم معتزلہ کا یہ مذہب ہی کہ عبادات کا ثواب سوا فاعل کے غیر کو نہین پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب مال اور بدن سے اور امام مالک اور شافعیؒ کے نزدیک صدقات اور عبادات مالی اور حج مین وصول ثواب جائز ہی اور عبادت بدنی مانند صوم اور صلوٰۃ اور قرأت قرآن وغیرہ مین وصول جائز نہین معتزلہ آیت مذکورہ سے استدلال کرتے ہین اپنے مذہب پر کہ انسان کو غیر کا عمل مفید نہین اہل سنت نے اس استدلال کے کئی طرح سے جواب دیے ہین۔ جواب اول یہ ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی بقول ابن عباسؓ اس آیت سے والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم جواب ثانی یہ ہی کہ یہ آیت ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو مخصوص ہی جواب ثالث یہ ہی کہ انسان سے مراد اس آیت مین کافر ہی تو مومنین کے حق مین نفی نہین جواب رابع یہ ہی کہ بطریق عدل غیر کو ثواب نہین لیکن بطریق فضل البتہ ثابت ہی جواب خامس یہ ہی کہ لام بمعنی علی ہے کذا فی العینی شرح الکنز لیکن محقق نے فتح القدیر مین کہا کہ ہر چند ظاہر آیت اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ایک کا عمل دوسرے کو مفید نہین لیکن حکم دعا والدین اور استغفار ملائکہ مومنین کے حق مین اور حدیث قربانی کی امت کیطرف سے اسکے سوا اور احادیث ایصال ثواب کی ظاہر آیت کے مخالف ہین تو بالقطع ہمکو ثابت ہوا کہ ظاہر آیت اپنی عمومیت اور اطلاق پر باقی نہین بلکہ مقید ہے بقید عدم ہبہ عامل چنانچہ اسکی توضیح ترجمہ آیت مین مذکور ہوگئی اور تقیید آیت بہتر ہی نسخ آیت کے قائل ہونے سے واسطے کہ آیت مذکورہ از قبیل خبار ہی حالانکہ خبر مین نسخ جاری نہین اور ابطال معتزلہ کے ضمن مین مالکؒ اور شافعیؒ کے قول کی بھی نفی ہوگئی یعنے احادیث و اخبار سابقہ سے عبادات بدنیہ کا بھی ایصال ثواب ثابت ہوگیا اللہ سبحانہ ہو الموفق انتہی کلام المحقق ولقد افصح الزاہد عن اعتزالہ ہنا واللہ الموفق اور البتہ زاہدی نے اپنا اعتزال یہان کھول دیا اور توفیق خیر کی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے یعنی زاہدی باوجود یکہ بڑا عالم ہے مجتبیٰ کی کتاب الحج مین

Marfat.com

اموات کے ایصال ثواب کا منکر ہو گیا ہو اور اسکو مذہب اہل حق اور اہل عدل کا ٹھہرایا ہو اور آیات اور احادیث ثواب رسانی کو تاویلات بعیدہ کر کے ظاہر سے پھیرا
ہو کذا فی الطحطاوی آلہی بہ محمدؐ و آلہ سبکو صراط مستقیم پر ثابت رکھنا اور تعصب اور کج فہمی سے بچانا اور مرنے کے وقت اس عاجز مسکین کی دستگیری کرنا آمین العبادۃ المالیۃ
کزکوۃ وکفارۃ تقبل النیابۃ عن المکلف مطلقا عند القدرۃ والعجز ولو النائب ذمیا لان العبرۃ لنیۃ الموکل ولو عند دفع الوکیل عبادت مالی جیسے زکوۃ اور صدقہ فطر
اور عشر اور نفقات اور کفارہ اعتاق اور اطعام اور کسوۃ نیابت کو قبول کرتی ہو مکلف کیطرف سے ہر طرح کی قدرت کیوقت بھی اور عاجز ہونے کے وقت بھی اگرچہ
نائب کافر ذمی ہو اسواسطے کہ موکل کی نیت کا اعتبار ہو اگرچہ موکل نے وکیل کے دینے کے وقت نیت کی ہو تو بھی صحیح ہو ھم عبادت مالی مین نیابت اسواسطے جائز ہو کہ
عبادت مالیہ مین آزمائش مالدار اور دفع حاجت محتاج اصلی مقصود ہو سو یہ امر نائب کے فعل مین بھی حاصل ہو اور ہر چند عبادت بدون نیت کے صحیح نہین اور
کافر ذمی اہل نیت کا نہین لیکن جب نیت نیب معتبر ٹھہری نہ نائب کی تو مسلم اور ذمی نیابت مین دونون برابر ہو گئے اور نیب کو اختیار ہو نائب کے دینے کے
وقت نیت کرے یا جب نائب محتاج کو دینے لگے اسوقت نیت کرے یا درمیان مین ادای عبادت کے نیت کرلے کذا فی المنح والطحطاوی والنہر والبدنیۃ کصلوۃ وصوم لا
تقبلہا مطلقا اور عبادت بدنی جیسے نماز اور روزہ اور اعتکاف اور قرأۃ قرآن اور اذکار نیابت کو نہین قبول کرتے ہر طرح سے نہ قدرت مین نہ عجز مین اسواسطے کہ
عبادت بدنیہ مین غرض اصلی یہ ہو کہ افعال مخصوصہ سے روح اور بدن پر محنت اور مشقت پڑے تاکہ روح کو صفائی اور قرب آلہی حاصل ہو تو یہ امر حاصل نہین ہو سکتا
نائب کے فعل سے حیثیک کہ خود نکرے لہذا اسمین مطلقا نیابت جائز نہوئی نہ قدرت مین نہ عجز مین اور یہی مطلب ہو اس حدیث کا کہ لا یصم احد عن احد ولا یصل
احد عن احد اخرجہ النسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ یعنے کوئی روزہ نرکھے کسی کیطرف سے اور نماز نہ پڑھے کوئی کسی کیطرف سے یعنے نیابت صوم وصلوۃ سے
فرض ساقط نہین ہوتا غیر سے ہان نفل کا ثواب متوقع ہو چنانچہ اس حدیث مین مصرح ہو کہ ولد اپنے والدین کیواسطے نماز پڑھے اور روزہ رکھے والمکتبۃ منہا کحج الفرض
تقبل النیابۃ عند العجز فقط اور جو عبادت کہ مال اور بدن سے مرکب ہو جیسے فرض حج سو نیابت کو قبول کرتی ہو عاجز ہونے کے وقت فقط ھم ہر چند کہ حج کی حقیقت
مین مال کو دخل نہین اسواسطے کہ حج عبارت ہو وقوف اور طواف سے لیکن چونکہ یہ امر بدون زاد و راحلہ کے حاصل نہین ہوتا تو گویا مال حج کا جزء ہو گیا کذا فی الطحطاوی
حج مین عجز کے وقت نیابت جائز ہوئی مال کی جہت سے اور قدرت مین نیابت جائز نہوئی بدن کی جہت سے کذا فی النہر لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانہ
فرض العمر حتی تلزم الاعادۃ بزوال العذر عاجزی مین نیابت حج کی جائز ہو بشرطیکہ موت تک عجز ہمیشہ برابر رہے اور اگر عجز دائمی نہین تو نیابت صحیح
حج تمام عمر مین اکیبار فرض ہو یہانتک کہ اعادہ لازم ہو زوال عذر سے یعنے ایک شخص حج کرنے سے عاجز ہو سواسنے مال دیکر نائب سے اپنے واسطے حج کرا دیا
پھر بعد اسکے عاجزی کا عذر جاتا رہا تو اسپر واجب ہو کہ خود دوسرا حج کرے اسواسطے کہ موت تک عجز دائم نرہا وبشرط نیۃ الحج عنہ ای عن الآمر مقبول حرمت عن
فلان ولبیت عن فلان ولو نسیہ اسمہ فنوی عن الآمر صح وتکفی نیۃ القلب وراس شرطا نیابت جائز ہو کہ نائب اپنے منیب آمر کیطرف سے حج کرے سو یون کہے احرمت
وقت کہین نے احرام باندھا فلانے شخص کیطرف سے اور مین نے لبیک کہا فلانے کیطرف سے اور اگر منیب کا نام بھولجاوے اور امر کرنے والی کی طرف سے نیت
کرے تو صحیح ہو اور دل کی نیت کافی ہو تو تصریح بلفظ ضرور نہین ہذا ای شرائط دوام العجز الی الموت اذا کان العجز کالحبس والمرض ترجی زوالہ ای یمکن وان لم یمکن
کذلک کالعمی والزمانۃ سقط الفرض بحج الغیر عنہ فلا عادۃ مطلقا سواء تمم ذلک لعذر بہ ام لا یہ یعنے مشروط ہونا دوام عجز کا موت تک سو وقت ہو کہ عجز ہمیشہ
قید اور بیماری کے زوال پذیر ہو اور اگر ایسا نہو یعنی ایسا عجز ہو کہ اسکے زوال کی امید نہو جیسے اندھا ہونا اور لولا ہونا تو اسکی طرف سے حج کرنے سے فرض ساقط
ہو جاویگا تو اس حالت مین اعادہ حج کا مطلقا لازم نہین خواہ یہ عذر عدم بصارت وغیرہ کا ہمیشہ بنا رہے یا نرہے اسواسطے کہ عجز لازمی بجاے موت ہے
کذا فی النہر ھم کنز وغیرہ متون مین مرض زوال پذیر کا کچھ فرق مذکور نہین لیکن ماتن اور شارح نے باقتدا صاحب بحر تفصیل محیط اور فتاوی قاضیخان
اور مبسوط سے نقل کی اور کہا ہو کہ یہی حق ہو واللہ اعلم کذا فی المنح ولو حج عنہ ہو صحیح ثم عجز واستمر لم یجزہ لفقد شرطہ اور اگر ایک شخص نے حج کردیا اپنی طرف سے

Marfat.com

حالت صحت مین پھر وہ بعد فراغت ہونے نائب کے حج سے عاجز ہو گیا اور ہمیشہ عاجز بنا بر ہا موت تک تو وہ حج سقوط فرض مین کافی نہو گا بسبب نہ پائے جانے شرط کے یعنے نائب کے حج کرنے کے وقت منیب عاجز نہ تھا تو حج نفل کا ثواب نائب کو حاصل ہو گا کذا فی الطحطاوی وشرط الامر بہ او یحج عنہ فلا یجوز حج الفرع بغیر اذنہ الا اذا حج اوحج الوارث عن مورثہ بوجود الامر دلالۃ اور جائز ہی نیابت بہ شرطیکہ امر کرے منیب نائب کو اپنی طرف سے فرض حج کرنے کا تو جائز نہین حج فرع کا باپ کیواسطے بدون اجازت باپ کے مگر جبکہ وارث خود حج کرے یا غیر سے حج کرادے مورث کیطرف سے تو البتہ جائز ہی بسبب پائے جانے امر مورث کے بنا بر دلالت حال کے یعنے جب وارث مورث کے مال پر متصرف ہوا تو گویا مورث نے اُس سے کہا کہ میرے اوپر سے فرض وا کر کذا فی الطحطاوی وبقی من الشرائط النفقۃ من مال الآمر کلہا او اکثرہا وحج المامور بنفسہ وتعیینہ ان عینہ فلو قال حج عنی فلان لا غیر لم یجز حج غیرہ ولو لم یقل لا غیر جاز اور شرائط نیابت حج باقی رہا نفقہ یعنے شرط ہی کہ کل نفقہ نائب کا منیب کے مال سے ہو یا اکثر نفقہ اسکے مال سے ہو تو اگر نائب منیب کا مال نہ لے اپنے مال سے حج کرے بطور احسان کے تو منیب کیطرف سے حج نہ ادا ہو گا کذا فی العالمگیریۃ عن البدائع اور حج کرنا مامور کا بذات خود اور اسکا متعین ہونا مشروط ہی اگر اسکو متعین کر دیا ہو سو اگر آمر نے یون کہا ہو کہ مثلاً زید میری طرف سے حج کرے نہ غیر اسکا تو غیر زید کا حج کرنا جائز نہین اور اگر غیر کی نفی نہ کی ہو تو غیر زید کا حج کرنا جائز ہی وا صلہا فی اللباب الی عشرین شرطا منہا عدم اشتراط الاجرۃ فلو استاجر رجلا بان قال استاجرتک علی ان تحج عنی بکذا لم یجز حجہ وانما یقول مرتک ان تحج عنی بلا ذکر اجارۃ لباب المناسک مین شرائط نیابت کو بیس تک پہونچایا ہی انمین سے ایک شرط یہ ہی کہ نیابت مین اجرت مشروط نہو تو اگر اجارہ ٹھہرایا ایک مرد سے سطرح پر کہ اس سے کہا کہ مین نے تجھ سے ٹھیکہ کیا اپنی طرف سے حج کرنیکا اتنے مال کے عوض تو اسکا حج جائز نہین بلکہ یون کہے کہ مین نے تجکو امر کیا اپنی طرف سے حج کرنیکا بلا ذکر اجارہ شارح کا کلام اسکو مقتضی ہوا کہ اجیر کو اجرت نہ ملے اور حج اجیر کا ہو نہ متاجر کا اور خانیہ مین مصرح ہی کہ ظاہر الروایت مین حج متاجر کیواسطے واقع ہو گا اور اجیر کو اجرت مثل ملے گی تو عبارت خانیہ اسکو مقتضی ہی کہ یہ اجارہ فاسدہ ہی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولو انفق من مال نفسہ وخلط النفقۃ بمالہ وانفق کلہ او اکثرہ جاز وبرئی من الضمان اور اگر مامور نے کچھ ذاتی مال سے خرچ کیا اور حالانکہ منیب کے نفقہ مین وضع کر لینے کی گنجائش ہی یا مامور نے منیب کے نفقہ مین اپنا مال ملا دیا اور سب مال خرچ ڈالا یا اکثر یعنے بمقدار کل مال آمر کے یا اکثر مال آمر کے صرف کیا تو جائز ہی اور مامور ضمانت سے بری ہو گیا کذا فی الطحطاوی وشرط العجز المذکور للحج الفرض لا للنفل لاتساع بابہ اور شرط عاجزی کی جو مذکور ہوئی تو حج فرض کیواسطے ہی نہ نفل حج کیواسطے اسلیے کہ نفل مین وسعت ہی تو قادر کو نائب سے حج نفل کروانا صحیح ہی ویقع الحج المفروض عن الآمر علی الظاہر من المذہب وقیل عن المامور نفلا وللآمر ثواب النفقۃ حج النفل اور حج فرض آمر کی طرف سے واقع ہوتا ہی بنا بر ظاہر مذہب کے اور قول ضعیف یہ ہی کہ مامور کیطرف سے حج نفل واقع ہوتا ہی اور آمر کو نفقہ دینے کا ثواب ہی جیسے نفل حج مین اور یہ قول خیر محمدؒ کا قول ہی لیکن اس اختلاف کا کچھ ثمرہ نہین سوا سطے کہ سب متفق ہین اس بات پر کہ آمر سے فرض ساقط ہو جاتا ہی اور مامور سے ساقط نہین ہوتا کذا فی المنح اور ظاہر مذہب کی وہ حدیث دلیل ہی جو صحاح ستہ مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ حجۃ الوداع مین ایک عورت خثعم کی قوم کی آئی اسنے کہا یا رسول اللہ صلعم میرے باپ پر حج فرض ہوا اور وہ بہت بڈھا ہی اسکو طاقت نہین کہ اونٹ پر ثابت رہ سکے کیا مین اسکی طرف سے حج کرون حضرت صلعم نے فرمایا ہان اور بخاری و مسلم مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آیا سو اُسنے کہا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ مر گئی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر اسپر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا اسنے کہا ہان مین ادا کرتا فرمایا تو خدا کا قرض ادا کر وہ احق بالقضا ہی کذا فی التبیین تو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آمر کیطرف سے حج واقع ہوتا ہی نہ مامور کیطرف سے لکنہ تشترط لصحۃ النیابۃ اہلیۃ المامور لصحۃ الافعال ثم فرع علیہ بقولہ فجاز حج الصرورۃ بمہلۃ من لم یحج والمراۃ ولو امۃ والعبد وغیرہ کالمراہق وغیرہم اولی لعدم الخلاف لیکن صحت نیابت کیواسطے مشروط ہی اہلیت مامور کی یعنے اسلام اور عقل مامور مین لازم ہی تاکہ اسکے افعال صحیح ہون پھر ماتن نے اشتراط اہلیت پر اگلا قول متفرع کر کے کہا تو جائز ہی حج کرنا اسکا جسنے خود حج نہین کیا اور عورت کا حج جائز ہی اگرچہ وہ لونڈی ہو اور عبد ذون وغیرہ کا جیسے صغیر قریب البلوغ کا حج کرنا جائز ہی اور ان اشخاص کے سوا اور شخص بہتر ہی نیابت کیواسطے تا خلاف شافعیؒ نہو صرورہ بصاد مہملہ مفتوحہ اسکو

کہتے ہین جسنے ہنوز حج نہین کیا کذا فی القاموس ہر چند نیابت عورت اور غلام اور جسنے کا ہے حج نہین کیا اور مراہق کی جائز ہے بسبب اہلیت صحت افعال کے لیکن چونکہ کامل سے خالی نہین اور امام شافعیؒ کے بھی مخالف ہے تو انکے سوا اور کسی کو نائب کرنا بہتر ہے مناسک ملا البسی مین مذکور ہے کہ جو غیر کیطرف سے حج کرے تو افضل یہ ہے کہ وہ حر عاقل بالغ ہو اور افعال حج اور طریق حج کا عالم ہو اور فرض حج اپنی طرف سے کر چکا ہو کذا فی المنح **ولو امرد ذمیا او مجنونا لا یصح** اور اگر ذمی یا مجنون کو اپنی طرف سے حج کرنے کو مامور کیا تو صحیح نہین بسبب عدم اہلیت کے **واذا مرض المامور بالحج فی الطریق لیس لہ دفع المال الی غیرہ لیحج ذلک الغیر عن المیت الا اذا اذن لہ بذلک بان قیل لہ وقت الدفع اصنع ما شئت فیجوز لہ ذلک مرض ولا لانہ صار وکیلا مطلقا** اور جبکہ حج کا مامور راہ مین بیمار ہو گیا تو اسکو جائز نہین غیر کو مال دینا تاکہ یہ غیر شخص میت کیطرف سے حج کرے مگر اس صورت مین جبکہ اسکو غیر کے مال دینے اور حج ادا کروانے کی اجازت دی گئی ہو اسطرح پر کہ اُس سے کہا گیا ہو مال دینے کے وقت کہ کر جو تیرا جی چاہے تو اب اسکو غیر سے حج کروانا جائز ہے خواہ بیمار ہو یا نہ بیمار ہو اسواسطے کہ اس اجازت مطلقہ سے وہ وکیل مطلق ہو گیا خواہ آمرزندہ ہو یا میت کذا فی الطحطاوی **خرج المکلف الی الحج ومات فی الطریق او اوصی بالحج عنہ انما تجب الوصیۃ بہ اذا اخرہ بعد وجوبہ اما لو حج من عامہ فلا** ایک مرد عاقل بالغ نکلا حج کیواسطے اور راہ مین مر گیا اور اسنے اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کی شارح کہتا ہے وصیت کرنا حج کا اسوقت واجب ہے جب اُسنے بعد وجوب حج کے ادائے حج مین تاخیر کی ہو اور اگر اسی سال حج کو چلا جس سال حج فرض ہے تو اسپر حج کی وصیت کرنا واجب نہین **فان فسر المال ادا لمکان فالامر علیہ ای علی ما فسرہ والا فیحج عنہ من بلدہ قیاسا لا استحسانا فلیحفظ** پھر اگر میت نے وصیت مین مال یا مکان کی تفصیل کر دی ہو کہ اسقدر مال سے یا یہانسے حج کیا جاوے تو اسیکی بموجب ہوگا اور اگر مال یا مکان کو اُسنے متعین نکر دیا ہو تو اُسکی طرف سے حج کیا جاوے اُسکے شہر سے بنا بر قیاس کے نہ بنا بر استحسان کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیئے ☆ دلیل ظاہر کو قیاس کہتے ہین اور دلیل خفی کو استحسان کہتے ہین اور جہان قیاس و استحسان مجتمع ہون وہان استحسان مقدم ہوتا ہے لیکن یہ مسئلہ اس مواضع سے ہے جہان قیاس مقدم ہوتا ہے استحسان پر لہذا شارح نے آگاہ کر دیا کہ اسکو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الطحطاوی قیاس قول ہے امامؒ کا اور استحسان قول ہے صاحبینؒ کا وجہ قیاس کی یہ ہے کہ جسقدر میت نے سفر کیا وہ باطل ہو گیا احکام دنیا کے حق مین اگرچہ آخرت کا ثواب قائم ہے اسواسطے کہ مسلم کی حدیث مین ثابت ہے کہ جب ابن آدم مر گیا تو اُسکا عمل منقطع ہو گیا اور وصیت کا جاری کرنا بھی دنیا کے احکام سے ہے تو میت کے وطن سے وصیت باقی نہ رہیگی اور جبکہ حج نہ حاصل ہوا تو سفر میت کا کالعدم ہو گیا اور وجہ استحسان یہ ہے کہ قرآن مجید مین ثابت ہے کہ جو اپنے گھر سے نکلے اللہ اور رسول صلعم کیطرف ہجرت کر کے اور راہ مین مر گیا تو اُسکا ثواب عند اللہ ثابت ہے اور طبرانی و بیہقی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج کیواسطے نکلا اور مر گیا تو اسکو حج کرنیوالیکا ثواب قیامت تک لکھا جاویگا تو اصل ہیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر اُسکا موت سے باطل نہین ہوا تو وصیت مکان سے جاری ہوگی نہ وطن سے کذا فی الہدایہ و فتح القدیر **فلو اوصی بان یحج عنہ الوصی من غیرہ لم یصح** پھر اگر میت کیطرف سے وصی حج کروا دے اپنے سوا غیر سے تو صحیح نہین **ان وفی بہ ای بالحج من بلدہ ثلثہ وان لم یف فمن حیث یبلغ استحسانا** میت کے شہر سے حج کیا جاوے اگر میت کا ثلث مال اسکو کفایت کرے اور اگر کفایت نکرے تو جہان سے پہونچ سکے وہان سے حج کیا جاوے بدلیل استحسان مذکور **والوصی لیست لہ ولایۃ ان یستاجر المال من المامور مالم یحرم** اور میت کے وصی یا اُسکے وارث کو جائز ہے مال کا پھیر لینا مامور سے جبتک کہ اُسنے احرام نہ باندھا ہو اور بعد احرام کے پھیر لینا کسی کو جائز نہین **فان رد فخاننہ منہ فنفقتہ الراجع من مالہ والا ففی مال المیت** پھر اگر مال کو پھیر لیا مامور کی خیانت کی وجہ سے تو پھیرنے کا خرچ مامور کے مال سے ہوگا اور اگر پھیر لینا خیانت کے سبب سے نہین تو پھیرنے کا خرچ میت کے مال مین ہوگا **اوصی بحج فتطوع عنہ رجل لم یجزہ وان امرہ المیت لانہ لم یحصل مقصودہ وہو ثواب الانفاق** وصیت کی ایک شخص نے حج کرنے کی اپنی طرف سے سو ایک مرد نے اسکی طرف سے حج کیا بطور احسان کے اور اسکا مال نہ لیا تو حج کفایت نکریگا میت کے ذمہ سے فرض ساقط نہوگا اگرچہ میت نے اُسکو حج کرنیکا امر بھی کیا ہو اسواسطے کہ اسکا مقصود نہ حاصل ہوا یعنی مال خرچنے کا ثواب نہ ملا لیکن لو حج عنانبہ لیرجع فی الترکۃ جاز ان لم یقل من مال وکذا الحج لا یرجع کالدین اذا قضاہ من مال نفسہ لیکن اگر باپ نے حج کی وصیت کی اور اسکے بیٹے نے اسکی طرف سے حج کیا اپنا مال خرچ کر کے اس نیت سے کہ

Marfat.com

پھیر لیگا تو جائز ہی بشرطیکہ باپ نے وصیت مین یون نہ کہا ہو کہ میرے مال سے حج کیا جاوے اور اسیطرح کا حکم ہو اگر وارث کسی سے حج کروا دے اور جائز نہین حج فرزند کا عدم رجوع کی نیت سے چنانچہ میت کے قرض کو اگر وارث ادا کرے اپنے مال سے تو ترکہ سے رجوع کر لینا درست ہی لیکن قرض ادا کرنا بلا نیت عدم رجوع بھی جائز ہی بخلاف حج کے اسواسطے کہ عاجز کیطرف سے حج کرنا بدون اسکے امر کے جائز نہین اور قرض ادا کرنا بلا امر بھی جائز ہی کذا فی البلخ عن التجنیس **ومن حج عن کل من آمر به وقع عنه وضمن مالهما لانه خالفهما ولا یقدر علی جعله عن احدهما لعدم الاولویة** اور جسنے حج کیا دو امر کرنے والون کے واسطے یعنے ایک حج مین دو شخصون کو شریک کیا تو وہ حج امور کیطرف سے نفل واقع ہوگا اور اگر انکا مال خرچ کیا ہو تو دونون کے مال کی ضمانت دیگا اسواسطے کہ انکی مخالفت کی کہ ہر ایک کو بلا شرکت حج مقصود تھا اور مامور قادر نہین کہ حج کو ایک کے واسطے ٹھہرا دے بسبب عدم ترجیح کے **ویبقی صحة التعیین لو اطلق الاحرام** اور لایق یون ہی کہ تعیین صحیح ہو اگر احرام کو مطلق کیا یعنے آمر کا ذکر نکیا ہو احرام کیوقت نہ بطور تعیین نہ بطور ابہام **ولو اجمه فان عین احدهما قبل الطواف والوقوف جاز** اور اگر آمر کو مبہم ذکر کیا یعنے یون کہا کہ مین لبیک کہتا ہون ایک آمر کیطرف سے پھر بعد اسکے اگر دو مین سے ایک کو معین کر لیگا قبل طواف اور وقوف کے تو جائز ہی طرفین کے نزدیک کذا فی الظہیریة **بخلاف مالو حج عن ابویه وغیرهما من الاجانب حال کونه متبرعا فعین بعد ذلک جاز لانه متبرع بالثواب فله جعله لاحدهما اولهما وفی الحدیث من حج عن ابویه فقد قضی عنه حجته وکان له فضل عشر حج وبعث من الابرار** بخلاف سابق یہ مسئلہ ہی اگر ایک شخص نے حج کیا اپنے والدین کیطرف سے یا والدین کے سوا اور اجنبی شخصون کے واسطے حج کیا بطور احسان کے یعنی بلا وصیت اور بدون انکے مال کے حج کیا پھر بعد اسکے معین کر لیا ایک کو تو جائز ہی اسواسطے کہ یہ شخص ثواب کا دینے والا ہی بلا عوض اور حج تو فقط فاعل کیطرف سے واقع ہوگا تو اسکو اختیار ہی چاہے ایک کو ثواب دے چاہے دونون کو دے اور حدیث مین وارد ہی کہ جو حج کرے اپنے والدین کیطرف سے تو اسنے اپنا حج ادا کیا اور ہوگی اسکے واسطے زیادتی دس حج کی اور یہ شخص قیامت مین نیکون مین مبعوث ہوگا حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ اور اپنی ماں کیطرف سے حج کرے تو اسنے اپنا حج ادا کیا اور اسکے لیے دس حج کی زیادتی ہوگی اور زید بن ارقم سے روایت ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردنے اپنے والدین کیطرف سے حج کیا تو قبول ہوگا اسکی طرف سے اور اسکے والدین کیطرف سے اور ان دونونکی روحین خوش ہونگی اور خدا کے نزدیک یہ شخص نیکو کار لکھا جائیگا اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے والدین کیطرف سے حج کرے یا انکا قرض ادا کرے تو قیامت کے دن نیکون کے ساتھ وہ شخص اٹھایا جائیگا ان احادیث ثلثہ کو دارقطنی نے مذکور کیا ہی یہ جو ماتن اور شارح نے مذکور کیا تو نفل حج کا ذکر تھا اور اگر والدین مین سے کسی پر فرض حج ہو اسکی دو صورتین ہین کہ حج کی وصیت اسنے کی یا نہین اگر وصیت کی اور وارث نے اپنے مال سے حج کیا مورث کیطرف سے بطور احسان کے تو مورث کے ذمہ سے حج ساقط نہوگا اور اگر اسنے وصیت نہین کی حج کی اور وارث نے اپنی خوشی اسکی طرف سے حج کیا یا غیر سے کروایا تو امام اعظمؒ نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو فرض ساقط ہوجاویگا کذا فی فتح القدیر **ودم الاحصار لا غیر علی الآمر فی ماله ولو مات قیل من الثلث وقیل من الکل ثم ان فاته لتقصیر منه ضمن وان بآفة سماویة لا** اور احصار کا خون آمر پر واجب ہی اسکے مال مین اسواسطے کہ آمر نے مامور کو اسمین پھانسا تو اسی پر چھوڑنا بھی لازم ہی اگرچہ آمر میت ہو آمر سے مراد وہ ہی جسکی طرف سے حج کیا جاوے تو اسمین میت بھی داخل ہی کذا فی البلخ بعضونے کہا کہ میت کے ثلث مال سے دینا چاہیے اور بعضونے کہا کہ کل مال سے اور احصار کے سوا کوئی خون آمر پر لازم نہین پھر اگر حج فوت ہوگیا مامور کی تقصیر سے یعنے اپنے کسی کام مین ایسا مشغول ہوگیا کہ موسم حج کا گذر گیا تو مال کا ضامن ہوگا اور اگر آسمانی آفت سے جیسے مرض یا حبس یا سواری کے مرجانے سے یا کرایہ دار کے بھاگ جانے سے حج فوت ہوگیا تو مامور پر ضمان لازم نہین کذا فی الظہیریة **ودم القران والتمتع والجنایات علی الحاج الا اذا اذن له الآمر بالقران والتمتع والا فعلیه مخالفا فعلیه** ضمن اور قران اور تمتع اور جنایات کا خون حج کرنے والے پر واجب ہی نہ آمر پر لیکن جب آمر نے مامور کو قران اور تمتع کرنیکا اذن دیا ہو تو آمر پر واجب ہوگا اور اگر قران اور تمتع کا آمر نے اذن نہین دیا تو قران کرنے سے مامور مخالف ہوا آمر کا تو مامور ہی ضامن ہوگا **وضمن النفقة ان جامع قبل وقوفه فیعید بمال نفسه ان بعده فلا لحصول المقصود** اور مامور ضامن ہوگا نفقہ کا اگر اسنے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے اسواسطے کہ حج فاسد ہوگیا تو دوسرے سال مامور حج کو دوبارہ کرے اپنی ذات کے مال سے اور اگر بعد وقوف عرفات کے

جماع کیا تو ضمان نہین بسبب حصول مقصود کے اسواسطے کہ حج تمام ہوگیا وان مات المامور او سرق نفقته فی الطریق قبل وقوفه حج من منزل آمره وثبت مابقی من ماله فان لم یف فمن حیث یبلغ فان مات اوسرق ثانیا حج من ثلث الباقی بعدها هکذا الی ان لایبقی من ثلثه مایبلغ الحج ضیطل الوصیة اور اگر مامور راہ مین مرگیا یا اسکا نفقہ چوری گیا راہ مین قبل وقوف عرفات کے تو حج کیا جاوے آمر کے وطن سے اسکے تہائی باقی مال سے یعنی باقی متروکہ میت کے ثلث سے سو اگر ثلث مابقی کفایت نکرے وطن سے تو جس مکان سے پہونچ سکے وہان سے حج کیا جاوے پھر اگر دوسری بار بھی مامور مرجاوے یا نفقہ چوری جاوے تو اسکے بعد پھر میت کے باقی مال کے ثلث سے حج کیا جاوے اسیطرح تیسری بار اور چوتھی بار حج کروایا جاویگا یہانتک کہ متروکہ میت سے اتنا مال باقی رہے جسکے ثلث سے حج ہوسکے پھر جب بقدر حج باقی نرہے تو وصیت حج کی باطل ہوجاویگی یہ قول امام اعظمؒ کا ہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کیا جاوے نہ باقی متروکہ سے اور محمدؒ کے نزدیک اگر اس مال سے جو مامور کو دیا کچھ باقی ہے بقدر کفایت تو حج کیا جاوے ورنہین تو وصیت باطل ہے کذا فی فتح القدیر والنہر قلت وظاہرہ انه لارجوع فی ترکة المامور فلیراجع شارح کہتا ہے ظاہر قول امام ثلث مابقی سے حج کروانا اسپر دلالت کرتا ہے کہ ترکہ مامور سے مصرف حج کا پھیر لینا نہ جائز ہو تو اسکی تصریح کو کتب فقہ مین تلاش کرنا چاہیے طحطاوی کہتا ہے مین نے مراجعت کی کتب فقہ کیطرف تو اسکو دیکھا کہ ترکۂ مامور سے پھیر لینا جائز ہے لیکن طحطاوی نے کسی کتاب کا نام مذکور نکیا واللہ اعلم لامن حیث مات خلافا لهما و قولهما استحسان یعنے اگر مامور راہ مین مرجاوے تو پھر آمر کے وطن سے حج کیا جاوے نہ وہان سے جہان مامور مرگیا بخلاف صاحبینؒ کے اور قول صاحبینؒ کا استحسان ہے اور قول امامؒ کا قیاس ہے لیکن یہان استحسان بمقابلہ قیاس کے متروک ہے چنانچہ عنقریب مذکور ہوچکا **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے یعنے مخالفا بالقران والتمتع کما مرہ بالتاخیر عن السنة الاولی وان عنیت لانه للاستعجال لالتقیید مامور مخالف ہوگا آمر کے قران یا تمتع کرنے سے چنانچہ مذکور ہوچکا نہ مخالف ہوگا سال اول کے تاخیر کرنے سے اگرچہ آمر نے سال اول کا حج مقرر کردیا ہو اسواسطے کہ تعیین جلدی کیواسطے ہے نہ تقیید کیواسطے اسواسطے کہ سب سال برابر ہین ادائے فرض مین لیکن اول سال افضل ہے شاید نفقہ باقی نرہے کذا فی الطحطاوی والافضل ان یعود الیه ورافضل یہ کہ مامور بعد حج کے آمر کے وطن کیطرف پھر آوے اور مکہ مین اقامت نکرے تاکہ آنے جانے کے نفقات کا ثواب آمر کو ملے وعلیه رد ما فضل من النفقة وان شرط له فالشرط باطل الا ان یوکله بهبة الفضل من نفسه ویوصی لمیت بلیعین او مامور پر واجب ہے کہ جو خرچ آنے جانے سے زیادہ بچے اسکو پھیر دے وارث یا وصی کو اور اگر مامور نے فاضل مال کی اپنے واسطے شرط کرلی ہو تو یہ شرط باطل ہے مگر اسطرح فاضل مال کا پھیر دینا درست ہے کہ مامور کو اپنی طرف سے فاضل مال کے ہبہ کردینے کا وکیل کردیا ہو یعنی یون کہا ہو کہ جو فاضل مال بچے اسکے ہبہ کا مین نے تجکو وکیل کیا تو اس مال پر قبضہ کیواسطے قبضہ کرلیجو کذا فی الفتح یا میت نے مال زائد کی وصیت کی ہو شخص معین کیواسطے اور شخص معین خواہ مامور ہو یا غیر اسکا کذا فی الطحطاوی یا وارث اپنی خوشی سے مامور کو دیوے پھیر دینا اسواسطے لازم ہوا کہ نفقہ مامور کا مملوک نہین ہوگیا حج کردینے سے آجانے جانے مین فقط ضرورت کرنے سے کیونکہ یہ مال میت کا مملوک ہے اسواسطے کہ اگر مامور مالک ہوتا تو بطور اجارہ مالک ہوتا حالانکہ طاعات پر اجارہ جائز نہین کذا فی فتح القدیر لہذا مامور کو اپنے ساتھ کسی کو کھلانا اور حمام کی اجرت دینا اور چراغ کا تیل مول لینا اور حمام کو اجرت دینا اور واخر کیرنا اس مال سے جائز نہین الا باجازت میت یا وارث کذا فی النہر والفتح ولو ارثه ان لیس فی المال من المامور مالم یحرم او میت کے وارث کو جائز ہے کہ مال پھیرلے مامور سے جبتک اسنے احرام باندھا ہو وکذا ان احرم وقد دفع الیه لیحج عنه بلا وصیة فاحرم ثم مات الآمر او اسطرح اگر احرام باندھا اور حالانکہ اسکو مال دیا تھا میت کیطرف سے حج کرنے کو بلا وصیت پھر اسنے احرام باندھا پھر آمر مرگیا تو اسکے وارث کو مال لینا بعد احرام کے بھی درست ہے وللوصی ان یحج بنفسه او یامره بالدفع او یکون وارثا ولم تجز البقیة اور وصی کو جائز ہے کہ خود میت کیطرف سے حج کرے اگر اس صورت مین اسکو حج کرنا جائز نہین کہ میت نے اسکو حکم کیا ہو مال دینے کا یعنے یون کہا ہو کہ اسقدر مال دینا اسکو جو میری طرف سے حج کرے کذا فی الفتح یا وصی وارث ہو اور باقی وارث اسکے حج کرنے کو جائز نرکھین تو بھی اسکو بذات خود حج کرنا جائز نہین ولو قال منعت وکذبوه لم یصدق لان یکون اقرارا ظاہرا اور اگر مامور نے کہا کہ مین حج کرنے سے روکا گیا فلانے مذہب سے اور وارثون نے اسکی تکذیب کی تو مامور کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر مال خرچ کیا ہوگا تو اسکو دینا پڑیگا مگر یہ کہ کوئی ظاہر ہو

Marfat.com

اُسکے صدق کا شاہد ہو مثلاً راہ مین حاجیونکا قافلہ ملتا ہو یا مدت تک مینھکی جھڑی لگ گئی تو البتہ اُسکی تصدیق ہوگی کذا فی الطحطاوی ولو قال حجت وکذبوہ صدق بیمینہ
الا اذا کان مدیون المیت دقام ہالاتفاق اور اگر مامور نے کہا کہ مین حج کر چکا ہون میت کیطرف سے اور وارثون نے اسکی تکذیب کی تو مامور کی تصدیق کیجاویگی
قسم کے ساتھ مگر اسوقت تصدیق نہوگی جبکہ مامور قرضدار ہو میت کا اور اسکو قرض مین سے راہ خرچ کرنیکا امر ہوا ہو ولا تقبل بینتہم انہ کان یوم النحر بالبلد الا اذا
برہنوا علی اقرارہ انہ لم یحج اور مقبول نہونگے وارثون کے گواہ اسبات پر کہ مامور یوم النحر کو اُس شہر مین تھا کیونکہ نفی پر گواہی مقبول نہین اسواسطے
کہ مقصود اس قول سے وارثون کو یہ ہو کہ حج کی نفی ہو جاوے تو اگرچہ وہ قول ظاہر مین اثبات ہو لیکن درپردہ نفی ہے مگر جب وارث گواہ گذرین
مامور کے اس اقرار پر کہ مین نے حج نہین کیا تو البتہ گواہی مقبول ہوگی اسواسطے کہ تلفظ کرنا مامور کا ان الفاظ کو اثبات ہو نہ نفی کذا فی الطحطاوی

## باب الہدی

ہو فی اللغۃ والشرع ما یہدی الی الحرم من النعم لتقرب بہ فیہ یہ باب ہو ہدی کے احکام مین ہدی لغت اور شرع مین اسکو کہتے ہین جو حرم محترم مین چوپائے حلال
جانور کا تحفہ گذرانا جاوے تاکہ اسکے ذبح کرنے سے حرم مین حق تعالی کا قرب اور رضامندی حاصل ہو ادناہ شاۃ ہدی کا ادنی رتبہ بھیڑ بکری ہو وہو ابل ابن خمس سنین وبقر
ابن سنتین وغنم ابن سنۃ اور ہدی کی اعلی قسم پانچ برس کا اونٹ ہو اور اوسط قسم دو برس کی گائے بیل ہو اور ادنی قسم ایک برس کی بھیڑ بکری دنبہ ہو ولا یجب تعریفہ
بل یندب فی دم الشکر اور واجب نہین ہدی کو عرفات مین لیجانا یا پٹہ گردن مین ڈالکر یا کوہان کی کھال چیر کر مشہور کرنا بلکہ شکر کے خون مین انتہار مستحب ہو یعنی قران اور
تمتع اور نفل کے ہدی مین اشہار بہتر ہو اور جنایات کے ہدی مین اخفا مناسب ہو جیسے قضا کی نماز کو چھپانا افضل ہو کذا فی المنح ولا یجوز فی الہدایا الا ما جاز فی الضحایا
کما سیجی نصح اشتراک ستۃ فی بدنۃ شریت لقربۃ وان اختلف اجناسہا اور جائز نہین ہدی مین مگر جو جانور کہ صحیح سالم جائز ہو قربانیون مین چنانچہ اسکی تفصیل کتاب
اضحیہ مین آویگی تو صحیح ہو شریک کر لینا ایک شخص کا چھ شخصون کو اُس اونٹ اور گائے مین جو بہ نیت قربت کے خرید ہوئی ہو اگرچہ اجناس قربت کے مختلف ہون
چنانچہ قران اور تمتع اور احصار اور جزاے صید وغیر ذلک لیکن قربت کا متحد الجنس ہونا مستحب ہے کذا فی المنح ویجوز الشاۃ فی الحج فی کل شیء الا فی طواف الرکن
جنبا او حائضا وطی بعد الوقوف قبل الحلق کما مر اور جائز ہو بھیڑ بکری کا ذبح کرنا حج کی ہر شئی مین مگر طواف الزیارۃ کو جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت مین کرنے سے
اور بعد وقوف عرفات قبل حلق کے وطی کرنے مین بھیڑ بکری کافی نہین بلکہ اونٹ یا گائے کا ذبح کرنا یہان واجب ہو چنانچہ باب الجنایات مین مذکور ہو چکا ویجوز اکلہ بل
یندب کما لا یخفی سن ہدی التطوع اذا بلغ الحرم والمتعۃ والقران فقط واکل من غیر ما ضمن ما کل اور جائز ہو کھانا ہدی کا بلکہ قربانی کے مانند مستحب ہو کھانا نفل
کے ہدی کا جبکہ وہ حرم تک پہونچ جاوے اور تمتع اور قران کے ہدی کو کھانا جائز ہو فقط اور سوائے نفل اور تمتع اور قران کے اور ہدی کو اگر کھا دیگا تو بقدر کھانے کے
قیمت دینا لازم ہوگا ہم اگر نفل کے ہدی کو قبل حرم کے بھیجنے کے ذبح کیا تو اسکا کھانا جائز نہین کہ وہ صدقہ ہدی نہین تو اُسکا کھانا بھی جائز نہین کذا فی المنح ویتعین
یوم لنحرای وقتہ وہو الایام الثلثۃ لذبح المتعۃ والقران فقط فلم یجز قبلہ بل بعدہ وعلیہ دم اور فقط تمتع اور قران کے ہدی کو ذبح کرنے کیواسطے یوم النحر متعین ہے لفظ
یوم کا یہان بمعنی مطلق وقت ہو تو جمیع اوقات نحر کو شامل ہوگا اور وہ تین دن ہین یعنی دسوین گیارھوین بارھوین تو تمتع اور قران کے ہدی کو ذبح کرنا قبل یوم النحر
کے بالاجماع جائز نہین بلکہ بعد بارھوین کے البتہ کافی ہو لیکن ترک واجب ہوا کہ ایام نحر سے تاخیر ہوئی لہذا اُسپر دوسرا خون واجب ہے امامؒ کے نزدیک نہ صاحبینؒ کے
نزدیک اور سوائے تمتع اور قران کے جنایات اور نذر اور احصار اور نفل کے ہدی کا ذبح کرنا ایام نحر مین مخصوص نہین کذا فی الطحطاوی ویتعین الحرم لامنی للکل
لا لفقیرہ لکنہ افضل اور سب قسم کے ہدی کے ذبح کرنے کے واسطے حرم متعین ہو منا کی کچھ خصوصیت نہین بقول صحیح اور تصدق ہدی کے گوشت کا حرم کے محتاج
کیواسطے مخصوص نہین بنابر وجوب کے لیکن حرم کا محتاج افضل ہو غیر سے وتیصدق بجلالہ وخطامہ ای زمامہ اور ہدی کی جھول اور نکیل کو خیرات کرنے کیواسطے
کہ صحاح ستہ مین علیؓ مرتضی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مجکو حکم کیا اونٹونکے گوشت اور جھولون اور کھالون کے تصدق کرنیکا محتاجون

اور فرمایا کہ قصاب کی مزدوری اسمین سے نہ دیجاوے کذا فی الفتح **ولم یعط اجر الجزار** اے الذابح **منہ** فان اعطاہ ضمن مالو تصدق علیہ جاز اور قصاب کی مزدوری ہدی وغیرہ کے گوشت سے نہ دیجاوے سو اگر دیگا تو ضمان دینا لازم آویگا لیکن اگر بطور خود صدقہ دے نہ بطور اُجرت تو جائز ہو **ولا یرکبہ مطلقا بلا ضرورۃ** اور سوار ہو ہدی پر بلا ضرورت **ھ** صحیحین مین ابو ہریرہؓ سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ سوار ہو لے ہدی پر تو مراد اس حدیث سے یہ ہو کہ اُس شخص کو حاجت ہو گی سواری کی اسواسطے کہ صحیح مسلم مین جابرؓ سے روایت ہو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو ہدی پر دستور کے موافق جسوقت کہ تجکو حاجت ہو تو معلوم ہوا کہ بلا ضرورت چڑھنا جائز نہین کذا فی فتح القدیر فان اضطر الی الرکوب ضمن النقص برکوبہ وحمل متاعہ وتصدق بہ علی الفقراء شرنبلالیہ فان اطعم منہ غنیا ضمن قیمتہ مبسوط پھر اگر مضطر ہو سواری کیطرف تو ضمان دے جسقدر نقصان ہوا ہدی مین سوار ہونے اور اسباب لادنے سے اور ضمان نقصان کو فقیرون پر خیرات کرے کذا فی الشرنبلالیہ سو اگر ضمان مین سے مالدار کو کھانا دیگا تو جتنا مالدار کو دیا اُسکی قیمت کا ضمان دینا لازم ہوگا کذا فی المبسوط **ولا یکلبہ ینضح ضرعہ بالماء البارد** ولو المنیح قریبا فالاحلبہ وتصدق بہ اور ہدی کا دودھ نہ دوہے اور اُسکے تھن کو ٹھنڈے پانی کا چھینٹا مارے تاکہ دودھ کا ٹپکنا بند ہو جاوے بشرطیکہ ذبح کرنیکا مکان قریب ہو اور اگر دور ہو تو دودھ کو دوہے تاکہ جانور کو تھنون کے تناؤ سے تکلیف نہ ہو اور اُس دودھ کو خیرات کرے **ویقیم بدل ہدیہ واجب عطب او تعیب بما منع الاضحیۃ وصنع بالمعیب ماشاء** اور قائم کرے دوسری ہدی عوض اُس ہدی واجب کے جو ہلاک ہو گئی یا ایسا عیب ہو گیا جو قربانی کا مانع ہو یعنی لنگڑی ہو گئی یا اندھی اور جب بدلا دیا تو عیب دار کو چاہے سو کرے چاہے بیچے چاہے ذبح کر کے کھا جاوے **ولو کان المعیب تطوعا نحرہ وصبغ قلادتہ بدمہ وضرب بہ صفحۃ سنامہ ولیعلم انہ ہدی للفقراء ولا یطعم منہ غنیا** لعدم بلوغہ محلہ اور اگر نفل کی ہدی مین عیب ہو گیا یا قریب الہلاک ہو تو اُسکو نحر کرے اور اُسکا پٹہ اُسکے خون مین رنگین کرے اور اُسکے کوہان کی ایک جانب پر رکھ دے اس فعل سے غرض یہ ہو تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی محتاجون کیواسطے ہو اور اسمین سے غنی کو نہ کھانے کیواسطے اسلیے کہ وہ ہنوز حرم کو نہین پہونچی کہ مالدارونکو اسکا کھانا جائز ہوتا صحیح مسلم اور مسند احمد مین قبیصہ سے مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے ساتھ ہدی کو بھیجا کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر ہدی ہلاک ہونے لگے تو اسکو نحر کرنا اور نعل کو اسکے خون مین ڈبونا اور اسکے ایک جانب کو رکھدینا اور تو اسمین سے نہ کھانا اور نہ کوئی تیرا ساتھی کھاوے کذا فی العینی شرح الکنز **ویقلد ندبا بدنۃ التطوع ومنہ النذر والمتعۃ والقران فقط** لان الاشتہار بالعبادۃ لائق بالستر لغیرہا احق اور فقط نفل اور تمتع اور قران کے اونٹ یا گاے کی گردن مین پٹا ڈالنا چاہیے اور نفل مین نذر کی ہدی بھی داخل ہو اسواسطے کہ عبادت کے ساتھ لائق تر ہو اور غیر عبادات مین یعنی جنایات وغیرہ مین چھپانا نلوا تر ہو **شہدوا بدا لوقوف بوقوفہم بعد وقتہ** لانہ لیس شہود الحج والوقوف صحیح استحسانا حتی الشہود للحج الشدید گواہون نے گواہی دی بعد وقوف عرفات کے اس امر کی کہ حاجیون کا وقوف بعد اسکے وقت کے ہوا یعنے عرفے کے دن نہوا بلکہ دسوین تاریخ واقع ہوا تو انکی گواہی مقبول نہو گی اور وقوف حاجیونکو صحیح ہی بنا بر استحسان کے یہانتک کہ گواہونکا وقوف بھی صحیح ہو بسبب حرج شدید کے یعنی اس قسم کا اشتباہ اکثر ہو جاتا ہو کہ اس سے بچنا ممکن نہین تو اگر جواز اور صحت کا حکم نہ دیا جاوے بعد اجتہاد اور کوشش کرنے کے تو سخت حرج لازم آوے اور حالانکہ غنی مطلق نے دین مین سے حرج کو نفی کر ڈالا ہو قال اللہ تعالی (وما جعل علیکم فی الدین من حرج) اور اسیطرف اشارہ ہو اُس حدیث مین کہ حضرت صلعم نے فرمایا تمہارا صوم اُسی دن ہو جسمین تم روزہ رکھتے ہو اور روزہ کھولنے کا وہی دن ہو جسمین تم روزہ کھولتے ہو اور عرفہ تمہارا وہی دن ہو جسدن تم عرفات مین ٹھہرتے ہو اور قربانی کا دن وہ ہے جسدن تم قربانی کرتے ہو یعنے وقوف عرفات کا وقت عند اللہ وہی دن ہو جسکو اہل سلام اپنے اجتہاد اور رائے سے عرفہ کا دن جانتے ہین اور اسمین وقوف کرتے ہین اور جب اس گواہی پر عدم صحت مترتب نہوئی تو اسکی سماعت مین کچھ فائدہ نہین تو حاکم کو لازم ہو کہ اسکو نہ سنے اسواسطے کہ حاکم کی سماعت مشہور ہو جاویگی تمام اہل موقف مین تو قیل و قال زیادہ ہو گا اور فتنہ برانگیختہ ہو گا اور قلوب مسلمین کیطرف واقع ہونے سے کہ حج صحیح ہوا یا نہین ہوا سخت مکدر ہونگے کہ کس سخت اور مشقت سے قطع منازل بعیدہ کر کے اور خطیر اُٹھا کر وہان پہونچے ہین لہذا جب گواہ گواہی کیواسطے آوین تو حاکم اُنسے کہے کہ تم ہٹ جاؤ ہم تمہاری گواہی نہین سنتے

لوگون کا حج پورا ہوگیا کذا فی فتح القدیر وقبلہ اے قبل وقتہ قبلت ان امکن التدارک لیلا مع اکثرہم والا لا اور قبل وقوف عرفات کے گواہی مقبول ہوگی یعنے اگر گواہون نے گواہی دی کہ یوم الترویہ یعنی آٹھوین تاریخ مین لوگون نے عرفات کا وقوف کیا تو حاکم انکی گواہی قبول کرے بشرطیکہ تدارک وقوف عرفات کا ممکن ہو رات کو اکثر لوگون کے ساتھ اور اگر تدارک نہوسکے تو گواہی مقبول نہین ہم اگر آٹھوین تاریخ گواہون نے گواہی دی کہ یہ دن عرفہ کا ہے تو غور کرنا چاہیئے اگر امام کو سب لوگون کے ساتھ یا اکثر لوگون کے ساتھ وقوف عرفات ممکن ہو تو گواہی مقبول ہوگی قیاس مین بھی اور استحسان مین بھی اسواسطے کہ وقوف عرفات کی ہنوز قدرت حاصل ہے اگر اُسدن دوپہر ڈھلے وقوف نہوگا تو انکا حج فوت ہوگا اور اگر رات کو امام کل یا اکثر لوگون کے ساتھ وقوف کرسکے تو بھی گواہی مقبول ہوگی لیکن استحسان مین نہ قیاس مین اور اگر رات کو بھی اکثر لوگون کے ساتھ وقوف نہوسکے تو گواہی مقبول نہوگی اور امام انکو حکم کرے کہ دوسرے دن دوپہر ڈھلنے کے بعد وقوف کرین کذا فی المنح وغیرہ رمی فی الیوم الثانی او الثالث او الرابع الوسطی والثالثۃ ولم یرم الاولی فعند القضاء ان رمی الکل بالترتیب فحسن وان قضی الاولی جاز لسنیۃ الترتیب ایک شخص نے ذی الحج کی گیارھوین یا بارھوین یا تیرھوین تاریخ جمرۂ ثانیہ اور ثالثہ کی رمی کی اور جمرۂ اولی کی رمی نہ کی تو قضا کیوقت اگر جمرات ثلثہ کی ترتیب رمی کی تو خوب ہے اور اگر فقط جمرۂ اولی کی رمی کی قضا کی اور جمرۂ ثانیہ اور ثالثہ کی رمی نہ کی تو جائز ہے اسواسطے کہ رمی جمرات کی ترتیب مسنون ہے نہ واجب اسواسطیکہ ہر جمرہ قربت مستقلہ ہے ایک دوسرے کا تابع نہین کذا فی المنح نذر المکلف حجا ماشیا مشی من منزلہ وجوبا فی الاصح حتی یطوف الفرض لانشاء الا رکان نذر کی عاقل بالغ نے حج کی پیدل تو پیادہ پا چلے اپنے گھر سے بنا بر وجوب کے قول اصح مین یہانتک کہ طواف الزیارۃ سے فراغت کرے اسواسطے کہ طواف الزیارۃ تک سب ارکان حج آخر ہو گئے ولو رکب فی کلہ او اکثرہ لزمہ دم وفی اقلہ بحسابہ اور اگر پیدل حج کا نذر کرنیوالا تمام راہ یا اکثر راہ سوار ہوگا تو اسپر دم کرنا لازم ہوگا اور کمتر راہ کی سواری مین موافق اسکے تصدق لازم ہوگا یعنی اگر چہارم راہ سوار ہوا تو چہارم حصہ بکری کی قیمت کا تصدق کرے اور اگر نصف راہ سوار ہوا ہے تو نصف قیمت خیرات کرے ولو نذر المشی الی المسجد الحرام او مسجد المدینۃ او غیرہما لا شی علیہ اور اگر نذر کی پیدل چلنے کی مسجد الحرام تک یا مسجد مدینہ تک یا سوائے انکے اور مساجد کیطرف پیدل جانے کی تو اسپر کچھ واجب نہین اور اسی کے مانند ہے حرم اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور استار کعبہ اور باب کعبہ اور میزاب رحمت اور مزدلفہ اور بیت المقدس اسواسطے کہ التزام نسک ان الفاظ اور مکانات سے معروف نہین کذا فی الظہیریہ اشتری محرمۃ ولو بالاذن لہ ان یحللہا بلا کراہۃ لعدم خلف وعدہ بقص شعرہا او بقلم ظفرہا او بمس طیب ثم یجامع وہو اولی من التحلیل بجماع ایک شخص نے خرید کیا محرمہ لونڈی کو اگرچہ اُسنے بائع کے اذن سے احرام باندھا تھا تو مشتری کو جائز ہے لونڈی کو احرام سے خارج کرنا اسکے بال کترکر یا ناخن کاٹ کے یا خوشبو لگا کر پھر بعد اُس تحلیل کے قربت کرے یہی اولی ہے جماع کرکے تحلیل کرنے سے بلحاظ تعظیم امر حج اور مشتری کو تحلیل لونڈی کی بلا کراہت جائز ہے کیونکہ مشتری کیطرف سے خلاف وعدگی نہین اسواسطیکہ اسنے بائع کے اذن سے احرام باندھا تھا نہ مشتری کے اذن سے وکذا لو نکح حرۃ محرمۃ بنفل بخلاف الفرض ان لہا محرم والا فہی محصرۃ فلا تحلل لا بالہدی اور اسی طرح اگر ایک مرد نے اس حرہ سے نکاح کیا جو نفل حج کا احرام باندھے تھی تو زوج کو اسکی تحلیل جائز ہے بخلاف فرض حج کے اگر عورت کے ساتھ اسکا کوئی محرم ہو اور اُسنے نکاح کیا تو زوج کو اُسکی تحلیل کا اختیار نہین اور حج کے جانے سے اسکو روک بھی نہین سکتا وصورت اجتماع شرائط اور اگر منکوحہ محرمہ کے ساتھ اُسکا محرم نہو تو وہ محصرہ ہے یعنی شرعاً وہ بند ہوگئی بدون محرم یا زوج کے حج کو نہین جاسکتی اور زوج پر واجب نہین کہ اسکے ساتھ سفر مین جاوے پھر جب وہ محصرہ ہوئی اور زوج اسکی تحلیل چاہے تو وہ حلال نہوگی بدون ہدی بھیجنے کے اور بعد ہدی بھیجنے کے فوراً تحلیل جائز ہے فجر ہدی پر موقوف نہین کذا فی الفتح والمنح ولو اذن لامرائتہ بنفل لیس لہ الرجوع فیہ لملکہا منافعہا وکذا المکاتبۃ بخلاف الامۃ الا اذا اذن لامتہ فلیس لزوجہا منعہا اور اگر اجازت دی زوج نے اپنی زوجہ کو نفل حج کی تو اسکو اسمین پھرنا جائز نہین اسواسطے کہ حرہ اپنے منافع کی مالک ہے اور اسیطرح لونڈی مکاتبہ کا حکم ہے بخلاف خالص لونڈی کے کہ بعد اذن دینے کے بھی مالک کو پھر جانا درست ہے اسواسطے کہ اسکے منافع اسکے مالک کی ملک ہین مگر جبکہ مالک نے لونڈی کو اذن دیا ہو حج کا تو لونڈی کے

زوج کو اُسکا روکنا جائز نہین **فروع** مسائل ملحقہ شارح کہ حج الغنی افضل من حج الفقیر مالدار کا حج افضل ہی محتاج کہ حج اسواسطے کہ محتاج پر حج فرض نہین مگر بعد پہونچنے مکہ کے اور گھر سے وہان تک جانا اسپر فرض نہین بلکہ نفل ہی اور مالدار کو وطن سے فرضیت شروع ہوئی حالانکہ فضیلت فرض کی افضل ہی فضیلت نفل سے اور اگر دونون کا نفل حج ہی تو افضلیت نہین کذا فی الطحطاوی حج الفرض ولی من طاعۃ الوالدین بخلاف النفل فرض حج بہتر ہے ماں باپ کی فرمانبرداری سے اسواسطے کہ مخلوق کی طاعت جائز نہین خالق کی معصیت مین بخلاف نفل حج کے اسواسطے کہ والدین کی طاعت افضل ہی نفل حج سے علی الخصوص کہ والدین اسکی خدمت کے محتاج ہون بناء الرباط افضل من حج النفل بنانا خانقاہ اور مسافرخانہ کا افضل ہی نفل حج سے اسواسطے کہ اسکی منفعت عام ہی اہل اسلام کو اور حج کی منفعت فقط اسی کو خاص ہی واختلف فی الصدقۃ وحج فی البزازیۃ فضلیۃ الحج المشقۃ فی المال والبدن جمیعا قال وبہ افتی ابو حنیفۃ حین حج وعرف المشقۃ اور اختلاف ہی علما مین کہ خیرات افضل ہی یا نفل حج اور فتاوی بزازیہ مین ترجیح دی ہی حج کے افضل ہونے کو اسواسطے کہ حج مین مال اور بدن دونون پر مشقت اور محنت ہی اور خیرات مین فقط مال کا صرف ہی نہ بدن کا کہا بزازیہ کے مصنف نے اور اسی کا فتوی دیا امام ابو حنیفہ نے جب حج کیا اور اُسکی مشقت کو پہچانا **اھ** فتاوی بزازیہ مین پورا بیان یون ہی کہ امام اعظم سے مروی ہی کہ صدقہ افضل ہی نفل حج سے لیکن جب امام نے حج کیا اور مشقت کو دریافت کیا تو اسکا فتوی دیا کہ حج افضل ہی اور مراد امام کی یہ ہی کہ نفل حج کرے اور ہزار درم صرف کرے تو اگر اس ہزار سے محتاجون کو خیرات کریگا تو وہ افضل ہی اور یہ مراد نہین کہ حج بدون خیرات کے افضل ہی فی سبیل للہ ہزار درم کے دینے سے اور چونکہ حج مین مال و بدن دونون پر مشقت ہی لہذا حج افضل ہے خیرات سے قول مختار مین انتہی کلابہ تو فذا الجمعۃ مزیۃ سبعین حجۃ وغیرہا لکل فرد بلا واسطۃ جمعہ کے دن عرفات کو فضیلت ہر ستر حج سے اور مغفرت ہوتی ہی اسمین ہر شخص کی بلا واسطہ یعنے جب جمعہ کے دن عرفہ ہو تو اسکی یہ فضیلت ہی اور اُسی کو عرفہ مین حج اکبر کہتے ہین اور اگر عرفہ جمعہ کے دن نہو تو اسمین مغفرت بلا واسطہ نہین بلکہ عوام مومنین کی مغفرت بواسطہ صالحین کے ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر فاق وقت العشاء والوقوف بعرفۃ یدع الصلوۃ ویذہب بعرفۃ للحرج تنگ ہو نماز عشا اور وقوف عرفات کا وقت تو نماز کو چھوڑ دے اور عرفات جاوے لحاظ مشقت شدید یعنی دسوین رات ذی حجہ کی اتنی کم باقی رہی کہ اگر عشا پڑھے تو وقوف عرفات فوت ہو اور اگر وقوف عرفات کرتا ہی تو عشا کا وقت جاتا ہی تو یہان وقوف عرفات مقدم ہی اسواسطے کہ ادا عشا چھپیا تو حج [illegible] وقوف رہتا ہے [illegible] حج باقی رہے دوسرے سال تک یا نہ رہے چھپ آنیکا اتفاق ہو یا نہو بخلاف نماز عشا کے اُسکا قضا کرنا ہے وقت عذر کے اہل حج [illegible] کہتا ہے [illegible] ساقط ہوتا ہے کبیرہ گناہون کو بعضے علما نے کہا کہ بان حج کبیرہ گناہون کو مٹا دیتا ہی اگرچہ مظالم حقوق العباد ہون جیسے کافر [illegible] اگر کافر حربی نے کسی کو قتل کیا ہو یا کسی کا مال چھینکر دارالحرب مین چلا لیا ہو اور پھر وہ مسلمان ہو تو اسپر خون اور مال کا مواخذہ معاف ہی اس دلیل سے [illegible] ہر کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اسلام کرتا ہی اگلے گناہون کو اور ہجرت کرتی ہی اگلے [illegible] بالا فی الذمی اسلم اور بعضے علما نے کہا کہ حج مٹاتا ہی ان کبیرہ گناہون کو جو آدمی سے متعلق نہین یعنی حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہین نہ حقوق العباد [illegible] مسلمان ہونے سے ترک صوم و صلوۃ کا مواخذہ نہین لیکن قتال و غصب کا مواخذہ ہی قال عیاض تبع اہل السنۃ ان اللمم کلہا مغفورۃ ما الا الکبائر [illegible] مالکی نے کہا کہ اہلسنت اور جماعت کا اجماع ہی اسبات پر کہ کبیرہ گناہون کو سوا توبہ کے کوئی عمل صالح نہین مٹاتا یعنی جو لباس [illegible] اور شرب خمر کہ بدون توبہ معاف نہین ہوتے کذا فی الطحطاوی وقالا یسقط الدین ولو تعلق بہ حق العبد [illegible] یسقط وہذا معنی التکفیر علی القول بہ اور کوئی قائل نہین سقوط دین واجب الادا کا اگرچہ وہ حق اللہ ہو جیسے صلوۃ اور زکوۃ اور بیان [illegible] دین اور گناہ کا گناہ اور تاخیر صلوۃ اور اسیطرح تاخیر زکوۃ اور تاخیر حج کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے [illegible] اس قول کے بنا حج کو واجب علی الفور کہتے ہین **ہم** خلاصہ یہ ہو کہ مسئلہ تکفیر سیئات کا مبنی ہی تعلق [illegible]

Marfat.com

یا الیقین ثابت نہین چہ جاے حقوق العباد اور اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کل کی تکفیر کے قائل ہو جیے تو بھی اسکا مطلب نہین جو اکثر لوگ غلط سمجھتے ہین کہ حج سے لوگون کا قرض وہم ساقط ہو جاتا ہی اور اسیطرح صلوۃ اور صوم اور زکوۃ کی قضا ساقط ہو جاتی ہی بلکہ یہ مطلب ہی کہ اداے حقوق کی تاخیر کا گناہ ساقط ہو جاتا ہی بالجملہ حج مین جو احادیث تکفیر سئیات کی وارد ہین اُنکے عموم اور اطلاق کا کوئی قائل نہین کذا فی المنح عن البحر وحدیث ابن ماجۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام استجیب لہ حتی فی الدماء والمظالم ضعیف اور یہ حدیث ابن ماجہ کی ضعیف ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی یہانتک کہ خونریزیون اور مظالم مین ہم پوری روایت ابن ماجہؓ کی عباسؓ بن مرداس سلمی سے یون ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی مغفرت کیواسطے عرفات مین دعا کی سو آپ مظالم کے اور گناہون کی مغفرت ہوئی اور ارشاد ہوا کہ مین مظلوم کیواسطے مواخذہ کرونگا حضرت صلعم نے عرض کیا کہ اے رب اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کر اور ظالم کو بخشدے سو اسدن دعا مقبول نہوئی پھر حضرت صلعم نے صبح کو مزدلفہ مین وہی دعا کی سو جو حضرت صلعم مانگتے تھے اسکی اجابت ہوئی علماء حدیث نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی اسواسطیکہ عباس بن مرداس اسکا راوی منکر الحدیث ساقط الاحتجاج ہی ہر چند یہ حدیث ضعیف ہی لیکن اسکے شواہد احادیث صحیحہ کثیرت ہین ازانجملہ چند احادیث مذکور ہوتے ہین حافظ منذری نے کہا عبداللہ بن مبارک نے روایت کی ابوسفیان ثوری سے اور انھون نے زبیر بن عدی سے اور انھون نے انس بن مالکؓ سے کہا انسؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے عرفات مین وقوف کیا اور قریب تھا کہ آفتاب ڈوبے سو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے بلال لوگون کو خاموش کر سو بلالؓ نے کھڑے ہو کر لوگون کو خاموش کیا پھر فرمایا اے لوگو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میرے رب کا مجکو سلام پہنچایا اور کہا کہ اللہ عزوجل نے اہل عرفات اور اہل مشعر کو بخشا اور اُنکے مبتعات یعنی مظالم کا ضامن ہوا تو عمرؓ بن خطاب کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ یہ مغفرت ہم لوگون کو مخصوص ہی حضرت صلعم نے فرمایا یہ تمھارے واسطے ہی اور جو لوگ کہ تمھارے بعد آوینگے قیامت تک اُنکے واسطے بھی تو عمرؓ بن خطاب نے کہا کہ ہمارے رب کی خیر کثیر اور طیب ہی اور امام مالکؒ کی موطا مین طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ کسی دن عرفے سے زیادہ تر ذلیل اور خوار اور غضبناک شیطان نہین ہوتا اور اسکا سبب کچھ نہین مگر یہ کہ دیکھتا ہی نزول رحمت کو اور ذنوب عظام کی مغفرت کو کذا فی فتح القدیر اور صحیح بخاری مین حدیث مرفوع ہی کہ جسنے حج کیا سو عورت کیطرف مخاطب نہوا اور گناہون سے بچا تو گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا شیخ الاسلام زکریا سے اس حدیث بخاری کا سوال ہوا کہ اس حدیث مین صغائر اور کبائر کی مغفرت مراد ہے یا فقط صغائر کی جواب دیا کہ ظاہر حدیث سے صغائر اور کبائر دونون کی مغفرت معلوم ہوتی ہی اور بعض احادیث مین اسکی تصریح بھی ہی لیکن حقوق العباد کے سوا اور معاصی پر محمول کرنا اقرب بدلیل ہی اور شیخ شہاب الدین رملی شافعیؒ سے اسکا سوال ہوا تو جواب دیا کہ صغائر اور کبائر حتی کہ مظالم کی بھی مغفرت مراد ہے اسواسطے کہ طبرانی اور بزار اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہی کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ عرفے کے دن دوپہر ڈھلے حقتعالیٰ فرشتون سے فرماتا ہی کہ میرے بندے پریشان موغبار آلودہ ہر طرف سے آئے ہین میری رحمت کے امیدوار ہو کر تو اگر اُنکے گناہ مانند شمار ریگ کے یا مثل قطرات باران یا سمندر کے کف کے برابر ہون تو البتہ مین بخشونگا جاؤ میرے بندے مغفور ہو کر واللہ اعلم کذا فی منح الغفار اور ملا رحمت اللہ کی مسک متوسط جسکا لباب المناسک نام ہی آمین مذکور ہی کہ حج اگلے صغیرہ گناہون کو جو مجملہ حقوق اللہ ہین بالاتفاق قطعاً ہدم کر دیتا ہی اور کبائر متعلقہ حق اللہ اور مطلقاً مظالم مین اختلاف ہی طیبی قائل ہی کہ حج مظالم اور کبائر کو ہدم کرتا ہی لیکن قول معتمد یہ ہی کہ مظالم اور کبائر تحت مشیت حاکم علی الاطلاق ہین تمام اہلسنت اور جماعت کے نزدیک چنانچہ شیخ تورپشتی وغیرہ ائمہ کبار نے اسکو مصرح مذکور کیا ہی اور احادیث مغفرت حج مین اور جمہور اہل سنت کے قول مین کچھ منافات نہین اسواسطے کہ احادیث مذکورہ وعدہ مغفرت پر محمول ہین درصورت مشیت حق یا اُن لوگون کی مغفرت مظالم مراد ہی جنکا حج مقبول ہے چنانچہ روایت مین ثابت ہوا کہ جسکا حج مقبول ہوگا اسکے مظالم معاف ہو جاوینگے اسطرح کہ حق تعالیٰ اہل حقوق کو ایسا کچھ عطا کریگا کہ وہ راضی ہو جاوینگے واللہ اعلم نیدب دخول البیت اذا لم یتحمل علی ایذاء نفسہ وغیرہ مستحب ہی داخل ہونا اندر بیت اللہ کے بشرطیکہ اپنی ذات کو یا غیر کو تکلیف نہو ہجوم مین تکلیف نہونا قلیل الوجود ہوا اور اندر جانے والے کو مستحب ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر نماز پڑھے اور عبداللہ ابن عمرؓ جب داخل

ہوتے تھے تو دروازۂ کعبہ کو پس پشت ڈالکر سیدھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ سامنے کی دیوار سے تین ہاتھ کا فاصلہ رہتا تھا پھر وہان نماز پڑھتے تھے اور لائق ہے کہ جتنا ہوسکے ظاہر اور باطن سے وہان باادب رہے اور سابقہ خسارہ اُس دیوار پر رکھے جدھر حضرت صلعم نے نماز پڑھی ہے اور حقتعالی سے مغفرت مانگے اور حمد الٰہی بجا لاوے پھر چاروں کونوں کیطرف آوے اور تہلیل اور تسبیح اور تکبیر کہے اور جو چاہے سو دعا مانگے اور آنکھ کو چھت کیطرف نہ اوٹھاوے کہ ادب کے خلاف ہے کذا فی النہر صحیحین من عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ مین حضرتؐ بیت اللہ مین داخل ہوے اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن ابی طلحہؓ نے اندر سے دروازہ بند کر لیا پھر دیر کے بعد کھولا عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا مین سب سے پہلے وہان پہونچا تو بلال کو دروازہ پر پایا مین نے پوچھا کہ حضرت صلعم نے کہان نماز پڑھی بلالؓ نے کہا دونون مقدم ستونون کے اندر اور دوسری روایت یون ہے کہ سوقت بیت اللہ مین چھ ستون تھے سو حضرت صلعم نے تین ستون کو پس پشت کیا اور ایک ستون بائین طرف اور دو ستون کو داہنی طرف کرکے نماز پڑھی اور تاریخ مکہ مین مذکور ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ حضرت صلعم نے کہان نماز پڑھی تھی کہا کہ دیوار سے دو تین ہاتھ ہٹکر نماز پڑھنا چاہیے کذا فی شرح سفر السعادۃ وما یقولہ العوام من العروۃ الوثقی والمسمار الذی فی وسطہ انہ سرۃ الدنیا لا اصل لہ اور یہ جو عوام وہان کے حلقہ کو عروۃ الوثقی کہتے ہین اور اُس کیل کو جو اسکے درمیان مین ہے ناف دنیا کہتے ہین سو بے اصل ہے ولا یجوز شراء الکسوۃ من بنی شیبۃ بل من الامام او نائبہ اور جائز نہین خرید کرنا کعبہ کا غلاف بنی شیبہ سے جسکے پاس کعبہ کی کنجی رہتی ہے بلکہ بادشاہ یا اسکے نائب سے خرید کرنا جائز ہے ھم بالفعل یون واقع ہوا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ جب غلاف کعبہ نیا بلا جاوے تو پرانا غلاف بنی شیبہ کو دیا جاوے اور بادشاہ کو اُسکا اختیار ہے اور ہمارے علما نے اسواسطے اسکی بیع سے منع کیا تھا کہ وہ بیت المال کا مال ہے اور بلا شبہہ بیت المال مین بادشاہ کا تصرف ہے پھر جب بادشاہ نے کسی کو دیڈالا تو اس سے خرید کرنا جائز ہے اور اسی قول کو امام نووی شافعی نے شرح مہذب مین پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ بادشاہ کو اختیار ہے کہ غلاف کو مصارف بیت المال مین صرف کرے خواہ بیع سے خواہ عطا سے اسواسطے کہ ازرقی نے روایت کیا کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر سال غلاف کو بدلتے تھے اور پرانا حاجیون کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر اسمین تصرف نہ جائز ہو تو بعد مدت دراز تلف ہو جاوے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ولہ لبسہا دنیا او حائضا اور جو غلاف کو خرید کر اُسکو پہننا جائز ہے جنابت اور حیض کیحالت مین بھی لا یقتل فی الحرم الا اذا قتل فیہ او قتل فی البیت لا یقتل فیہ خون کا بدلا نہ لیا جاوے حرم مین مگر اُسوقت بدلہ لینا جائز ہے جب کسی نے حرم مین خون کیا ہو اور بیت اللہ کے اندر خون کیا تو اسکا قصاص اندر ہوگا اگر کسی نے باہر حرم کے خون کیا اور حرم مین جا چھپا تو اسکا قصاص حرم مین نہوگا بلکہ خرید و فروخت اُس سے موقوف کیجاوے اور کھانا اسکو نہ دیا جاوے تاکہ وہ مضطر ہو کر حرم سے نکلے جب باہر نکلے تو قصاص [illegible] اگر جان سے نہ مارا بلکہ آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ کاٹا تو اسکا بدلا حرم کے اندر لیا جاویگا یہی قول ہے امامؒ اور صاحبینؒ کا اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک حرم مین قصاص لینا ہر طرح درست ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک سارق کا ہاتھ حرم مین نہ کاٹا جاوے بخلاف صاحبینؒ کے اور اگر کافر حربی حرم مین داخل ہو تو اسکے تعرض کرنا نچاہیے بلکہ اسکو کھانا اور پانی بند کرنا چاہیے تاکہ نکل بھاگے کذا فی اللمغ عن مناسک الطرابلسی یکرہ الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال مکروہ ہے استنجا کرنا زمزم کے پانی سے اور غسل کرنا مکروہ نہین اور وضو کرنا بھی جائز ہے اور حرم کی کنکریان اور مٹی اور اسیطرح بیت اللہ کی مٹی بہ نیت تبرک حمل مین لانا جائز ہے بشرطیکہ قدر قلیل ہو اور تخریب عمارت کا موجب نہو جیسے زمزم کا پانی باہر لیجانا جائز ہے اور زمین حرم کا بیچنا جائز نہین لیکن عمارت کا اور گھاس کا بیچنا جائز ہے کذا فی اللمغ لا حرم للمدینۃ عندنا مدینہ کیواسطے حرم نہین ہے ہمارے نزدیک یعنی جیسے حرم مکہ مین شکار کرنا اور درخت کاٹنا حرام ہے ویسا مدینہ مین حرام نہین اور اگر مدینہ کا حرم مکہ کے مانند ہوتا تو بدون احرام باندھے وہان کا جانا جائز نہوتا حالانکہ حضرت صلعم سے اور اصحابؓ سے احرام باندھنا دخول مدینہ کیواسطے ثابت نہین باقی تفصیل اس مسئلہ کی کتب مبسوطہ مین ہے واللہ اعلم وکتہ افضل منہا علی الراجح الاعظم اعضاء الشریفۃ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبۃ والعرش والکرسی وہ کہ مسئلہ افضل ہے مدینہ طیبہ سے بقول راجح مگر جسقدر زمین پاک سید کائنات صلعم کے اعضاء شریفہ مقدسہ سے ملی ہوئی ہے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ موضع قبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم افضل بقاع ارض ہے بلکہ مطلقاً افضل ہے یہانتک کہ کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے

Marfat.com

امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک کعبہ اعظم ہی مدینہ سے اور امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ افضل ہی کذا فی الفتح وزیارۃ قبر الشریف مندوب قریب
واجبۃ لمن لہ سعۃ اور زیارت کرنا قبر شریف مصطفوی کا مستحب ہی بلکہ بعضے علمانے اسکو واجب کہا ہی جسکو مقدور اور طاقت ہو ہم انشاء اللہ تعالی عنقریب طریق
زیارت کا بہ تفصیل تمام خاتمہ حج مین مذکور کیا جاویگا واسطے انتفاع مسلمین مشتاقین کے وبعد اداء حج فرض و نفل واجب لو فرضا و نخیر لو نفلا مالم یرہ علیہ الصلوۃ والسلام فیبدا
بزیارتہ لامحالۃ ولینوہ معہ زیارۃ مسجدہ الشریف فقد اخبر ان الصلوۃ فیہ خیر من الف صلوۃ فی غیرہ الا المسجد الحرام وکذا بقیۃ القرب اور پہلے حج ادا کرے اگر
فرض حج ہو اور اگر نفل حج ہو تو اسمین مختار ہی چاہے پہلے زیارت کرے یا حج لیکن نفل حج مین اختیار اسوقت تک ہی جبتک مدینہ مین ہو کر نہین نکلا اور
اگر حج کیواسطے مدینہ مین ہو کر چلا تو زیارت کرنا ضرور ہی خواہ حج فرض ہو یا نفل اور قبر شریف کی زیارت کے ساتھ چاہیے کہ حضرت صلعم کی مسجد شریف کی زیارت
کی بھی نیت کرے اسواسطے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہی کہ اسکی ایک نماز ہزار نماز سے افضل ہی اسکی غیر مسجد مین سوائے مسجد الحرام کے اور اسی طرح
باقی عبادات مانند اعتکاف اور جاروب کشی کے کہ اسکا ثواب سوائے مسجد الحرام کے اور مساجد سے زیادہ تر ہی ہم مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان مین عبداللہ
بن زبیرؓ سے روایت ہی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد مین اور مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہی سوائے مسجد الحرام کے اور ایک نماز
مسجد الحرام مین افضل ہی اسکی سو نماز دس بیچ یعنے مسجد مدینہ سے ابن ہمامؒ نے فتح القدیر مین کہا کہ عبد ضعیف کے نزدیک بہتر یہ ہی کہ سفر مدینہ مین فقط قبر شریف کی زیارت
کیواسطے نیت کو خالص کرے فرید اجلال و تعظیم سید العالمینؐ اسی کو مقتضی ہی اور تا کہ ظاہر حدیث دار قطنی کی موافق ہو جاوے کہ جسکو کوئی حاجت نہو سوائے میری
زیارت کے اسکا مین شفیع ہونگا قیامت کے دن ولا تکرہ المجاورۃ بالمدینۃ وکذا بمکۃ لمن یثق بنفسہ اور مکروہ نہین رہنا مدینہ کا اور اسیطرح مکہ کا اُس شخص کو جسکو اپنے نفس پر اعتماد
ہو حفظ ادب حرمین شریفین کا ہم مجاورت مکہ معظمہ مین اختلاف ہی علماء کا بعض شافعیہ نے مذکور کیا کہ مجاورت مکہ مستحب ہی مگر جب وقوع امر ممنوع کا ظن غالب ہو اور یہی
مذہب ہے صاحبینؒ کا اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہی اسواسطے کہ انسان کی غالب عادت یہ ہی کہ معیشت مین خلاف خواہش نفسانی سے تنگدل اور
افسردہ خاطر ہو جاتا ہی اور کثرت مشاہدات سے جیسی تعظیم اور توقیر چاہیئے ویسی باقی نہین رہتی غالبًا اور یہ بھی ہی کہ انسان خطا سے محفوظ نہین اور حرم مین تضاعف معاصی کا
خوف ہی چنانچہ ابن مسعودؓ سے مروی ہی اگر یہ روایت صحیح ہو والا اسمین تو شک نہین کہ وقوع معاصی حرم مین زیادہ تر قبیح اور خوفناک تر ہی ولہذا عبداللہ بن عباسؓ نے
طائف کا رہنا اختیار کیا تھا اور فرماتے تھے کہ اگر مین یہانکے پاس گناہ طائف مین کروں تو میرے نزدیک محبوب تر ہین مکہ مین ایک گناہ کرنے سے اور ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ
کسی شہر مین سوائے مکہ کے ہمت پر قبل عمل کے مواخذہ نہین اسواسطے کہ حقتعالی نے فرمایا (ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم) یعنی جو حرم مین کجروی ظلم کا ارادہ کریگا
اسکو عذاب دردناک چکھا دینگے اور عمر فاروقؓ سے روایت ہی کہ اگر مجھسے ایک گناہ مکہ مین ہو جاوے وہ غالب ہی اور شہر کے ستر گناہون سے بان بعض خاص بندے
اللہ تعالی کے جو کشاکش مقتضای طبیعت انسانی سے پاک ہین وہ اہل ہین اس سعادت عظمی کے کہ وہ تضاعف حسنات نصیب اہل مکہ ہی ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن عباسؓ
سے روایت کی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے مکہ مین رمضان پایا سو روزہ رکھا اور قیام شب کیا جتنا کہ ہو سکا تو اسکے واسطے لاکھ رمضان لکھے جاوینگے اور حقتعالی ہر دن
مین ایک گردن آزاد کرنیکا اور ہر رات مین ایک گردن آزاد کرنیکا ثواب لکھیگا اور ہر دن فی سبیل اللہ گھوڑا دینے کا ثواب ہوگا اور ہر چند مدینہ مین تضاعف سیئات
کا خوف نہین لیکن افسردگی اور قلت ادب کا خوف ہی کہ وہ مخالف ہی احترام اور توقیر کے تو وہان کی مجاورت کراہت سے خالی نہین مگر اہل صبر اور اہل ادب کیواسطے
وہان کا رہنا اور وہان کا مرنا عمدہ ہی دلیل ہی نجات کا صحیح مسلم مین حدیث مرفوع ہی کہ جو تکلیف اور شدت مدینہ پر صبر کریگا اور میری امت مین سے ہوگا مین اُسکا
شفیع ہونگا قیامت کے دن یا شاہد ہونگا اور ترمذی وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس سے ہو سکے مدینہ کا مرنا وہ وہان مرے مین متقر شفاعت کرونگا وہان کے مرنیوالے کی کذا فی فتح القدیر اور مناسک ملا علی القاری مین ہی کہ
امام ابو حنیفہؒ اور جماعت محققین بخوف ملال اور قلت ادب اور حرقت قلب بجھنے سے مجاورت مکہ کی کراہت کے قائل ہین اور ابو یوسفؒ

اور محمدؒ کے نزدیک کچھ مضائقہ نہین اور یہی افضل و مستحب ہو اور اسی پر بالفعل لوگونکا عمل ہو کذا فی المنح خاتمہ مشتمل ہر دو فصل پر **فصل اول کیفیت حج مصطفوی**

مین مترجم نے چاہا کہ بقصد تبرک رسول کریم کے حج کا طریقہ بروایت صحیح بیان کرے تاموجب اطمینان اور باعث مزید شوق مشتاقین کا ہو اور چونکہ کتب حدیث مین مثل حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کوئی حدیث جامع اکثر مسائل کی ابتدائے سفر حج سے آخر تک نہین لہذا اُسی کا ترجمہ کرنا اندک اختصار کے ساتھ مقدم جانا سنن ابی داؤد مین امام جعفر صادقؓ سے مروی ہو کہ امام محمد باقر نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کرنیکا طریقہ بتلائیے تو جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو برس تک حج نہین کیا پھر دسوین برس اعلام کیا اپنے حج کرنیکا تو بہت لوگ مدینہ مین آئے ہر شخص چاہتا کہ حضرت کی پیروی کرے اور آپکے عمل کے مانند عمل کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یعنی مدینہ سے اور یہ لوگ بھی آپکے ساتھ نکلے یہانتک کہ ذوالحلیفہ مین پہونچے تو وہان اسماء بنت عمیس محمد بن ابی بکر کو جنی سو اسماء نے حضرت صلعم کے پاس کسی کو بھیجا کہ اب مین کیا کرون فرمایا کہ غسل کرو اور کپڑیکا لنگوٹ باندھکر احرام باندھو پھر حضرت صلعم نے مسجد مین احرام کی نماز پڑھی پھر اونٹنی پر سوار ہوے جسکا قصوا نام تھا یہانتک کہ اونٹنی حضرت صلعم کو لیکر کھڑی ہوگئی میدان مین جابرؓ نے کہا کہ مین نے جو اپنے آگے مدنظر تک دیکھا تو سوار اور پیدل تھے اور داہنی طرف بھی اسیقدر اور بائین طرف بھی اسیقدر اور پیچھے بھی اسیقدر اور سو لخذا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے تھے اور انپر قرآن اُترتا تھا اور وہ اُسکے مقصود کو جانتے تھے سو جو کچھ حضرت صلعم نے عمل کیا ہمنے بھی اسی پر عمل کیا سو حضرت صلعم نے توحید کو پکار کے اس طرح فرمایا (لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک) اور لوگون نے بھی اسیطرح لبیک کہا جیسے تم کہتے ہو حضرت صلعم نے اسمین لوگون پر کچھ رد و انکار نہ کیا اور حضرت صلعم نے لبیک کہنا لازم کرلیا جابرؓ نے کہا کہ حج کے سوا ہمکو کچھ نیت نہ تھی ہم عمرے کو نجانتے تھے یعنے اشہر حج مین عمرہ کرنا معروف نہ تھا یہانتک کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ بیت اللہ مین پہونچے تو حضرت صلعم نے رکن کا استلام کیا یعنے حجر اسود کو چوما پھر تین بار رمل کیا اور چار بار آہستہ چلے یعنی طواف مین پھر حضرت صلعم مقام ابراہیم کے پاس آکے سو یہ آیت پڑھی (واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی) اور کرلیا مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان یعنی مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی دو رکعت قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون کی قرأت سے پھر حضرت بیت اللہ کیطرف پھر گئے اور حجر الاسود کا استلام کیا پھر دروازہ سے صفا کیطرف نکلے جب صفا سے قریب ہوئے تو یہ پڑھا (ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ) ہم بھی اسی سے ابتدا کرتے ہین جس سے اللہ نے ابتدا کی تو صفا سے ابتدا کی سو اسپر چڑھ گئے یہانتک کہ بیت اللہ نظر آیا تو اسکی تکبیر اور توحید کی اور فرمایا (لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئی قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ) پھر مابین ان اذکار کے دعا کی اور اسی طرح تین بار فرمایا پھر صفا سے مروہ کیطرف تا انیکہ آپ کے قدم نیچے آگئے تو تین بار نالہ کے اندر رمل کیا یہانتک کہ جب چڑھ گئے تو آہستہ چلے یہانتک کہ مروہ پر پہونچے تو مروہ پر اسکے مانند کیا جو صفا پر کیا تھا یہانتک کہ آخر طواف مروہ پر ہوا فرمایا کہ اگر مجکو آگے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو مین ہدی کو نہ ہانک لیجاتا اور اس عبادت کو مین عمرہ کرڈالتا سو تم لوگون مین سے جسکے ساتھ ہدی نہو وہ حلال ہوجاوے اور اسکو عمرہ کرڈالے تو تمام لوگ حلال ہوگئے اور بال کترے بعضے صلی اللہ علیہ وسلم اور جنکے ساتھ ہدی تھی وہ محرم بنے رہے پھر سراقہ بن جعشم کھڑے ہوے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنا اشہر حج مین اسی سال کو مخصوص ہو یا ہمیشہ کو ہو تو دونون ہاتھ کی انگلیون کو قینچی کیا پھر فرمایا کہ داخل ہوگیا عمرہ حج مین اسطرح اسکو دو بار فرمایا اور تین بار فرمایا کہ ہمیشہ کو ہمیشہ کو جابرؓ نے کہا اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے حضرت صلعم کے ہدی کے اونٹ لیکر تو پایا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کہ احرام نہین باندھے ہین اور رنگین کپڑے پہنے ہین اور سرمہ لگائے ہین تو علیؓ مرتضی ناخوش ہوئے اپنپر اور کہا کسنے تمکو اسکا حکم دیا ہو تو فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ میرے باپ نے حکم دیا ہے تو جابرؓ نے کہا کہ علی مرتضی عراق کے ملک مین کہتے تھے مین گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فاطمہ زہرا شکایت کرنے کو بسبب اُس مسئلہ کے جو اُنھون نے کیا تھا اور حضرت سے اجازت کو عرض یافت کرنے گیا جو فاطمہ زہراؓ نے مذکور کی سو مینے کہا کہ مین جو اُنپر ناخوش ہوا تھا سو اُنھون نے کہا کہ میرے باپ نے حکم دیا ہو تو حضرت صلعم نے فرمایا سچ کہا

Marfat.com

حضرت صلعم نے فرمایا تو نے کیا کہا تھا جب حج کی نیت کی تھی علی مرتضیٰ بولے میں نے یون کہا تھا کہ الٰہی میں وہ نیت کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت کی حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے ساتھ تو ہدی ہے سو تو حلال نہو جیو جابرؓ نے کہا کہ جو ہدی کہ علی مرتضیٰ یمن سے لائے تھے اور جو ہدی حضرت صلعم کے ساتھ تھی سو سب ملا کر سو اونٹ تھے پھر جب یوم الترویہ یعنی آٹھوین تاریخ منا کو چلے حج کا احرام کیا اور حضرت صلعم سوار ہوئے اور منا میں جا کر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور صبح کی نماز پڑھی پھر تھوڑا ٹھہرے کہ آفتاب نکلا اور حضرت صلعم کے حکم سے کمل کا خیمہ نمرہ[1] میں کھڑا کیا گیا پھر حضرت صلعم روانہ ہوئے اور گمان تھا قریش کو کہ حضرت صلعم وقوف کرینگے مزدلفہ میں مشعر الحرام کے نزدیک جیسے کفر بن قریش وہان وقوف کیا کرتے تھے سو حضرت صلعم وہاں سے بڑھے چلے گئے یہانتک کہ عرفات میں پہونچے تو خیمہ کو استادہ پایا نمرہ میں سو اسمیں اترے یہانتک کہ آفتاب ڈھلا پھر بموجب حکم کے قصوا اونٹنی پر کجاوہ باندھا گیا سو حضرت صلعم سوار ہوئے یہانتک کہ نالے کے اندر آئے پھر خطبہ پڑھا لوگون کیواسطے سو فرمایا کہ تمھارے خون اور تمھارے مال تمپر حرام ہین جیسے یہ تمھارا دن اس تمھارے شہر میں اس تمھارے مہینے مین حرام ہی خبردار ہو کہ ہر چیز رسوم جاہلیت سے میرے پانون کے نیچے دبائی گئی یعنی باطل ہوگئی اور جاہلیت کی خونریزیان دبائی گئین یعنے انکا دعوی کرنا اب جائز نہین اور پہلا خون جو مین دباتا ہون اپنے خاندان کے خونون سے ابن ربیعہ یا ربیعہ بن عبدالمطلب کا خون ہی جو شیر خوار تھا بنی سعد مین جسکو ہذیل کی قوم نے قتل کیا تھا اور جاہلیت کا بیاج دبایا گیا اور پہلا بیاج جسکو مین دباتا ہون اپنے خاندان سے عباس بن عبدالمطلب کا بیاج ہی سو وہ سب کا سب دبا ڈالا گیا پھر ڈرو اللہ سے عورتون کے مقدمہ مین تمنے انکو لیا ہی اللہ کی امانت سے اور انکی شرمگاہون کو حلال کر لیا ہے تمنے اللہ کے کلمے یعنی حکم سے اور تمھارا عورتونپر یہ حق ہی کہ تمھارے بستر دون کو نہ روندین اس شخص سے جسکو تم نہین پسند کرتے یعنی زنا نکرین اور غیر کو اندر آنے نہ دین سو اگر ایسا کرین تو انکو مارو ایسی مار جو سخت اور مزمل اعضا نہو اور عورتونکا حق تمپر کھانا اور کپڑا ہی دستور کے موافق اور مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہی کہ تم کبھی گمراہ نہوگے بعد اسکے اگر تم اسکو مضبوط پکڑے رہوگے وہ چیز کتاب اللہ ہی اور تمسے سوال کیا جاویگا میری پیام رسانی کا سو تم کیا کہوگے لوگون نے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے تبلیغ احکام کی اور پیام ادا کیا اور خیر خواہی کی پھر حضرت صلعم نے شہادت کی انگلی آسمان کیطرف اٹھائی اور لوگون کیطرف جھکائی اور فرمایا خداوندا گواہ رہنا خداوندا گواہ رہنا پھر بلال نے بعد اس خطبہ کے اذان دی اور اقامت کہی سو حضرت صلعم نے ظہر کی نماز پڑھی پھر دوسری بار اقامت کہی سو حضرت صلعم نے عصر کی نماز پڑھی اور دونون فرضون کے درمیان مین کچھ نماز نہین پڑھی یعنے سنت اور نفل کچھ نہ پڑھی سو حضرت صلعم قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے یہانتک کہ موقف مین یعنی ٹھہرنے کے مقام مین آئے سو اپنی اونٹنی قصوا کا پیٹ پتھرون کیطرف کو کیا اور حبل المشاۃ[2] کو اپنے سامنے کیا پھر حضرت صلعم قبلہ کیطرف متوجہ ہوئے اور برابر واقف رہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور تھوڑی زردی بھی جاتی رہی یہانتک کہ گرد آفتاب کا غائب ہوگیا اور اونٹنی پر اپنے پیچھے اسامہ کو بٹھلایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے روانہ ہوئے اور اونٹنی کی نکیل کی رسی حضرت صلعم تانے ہوئے تھے یہانتک کہ اسکا سر کجاوہ کو لگا جاتا تھا اور حضرت صلعم داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلو اے لوگو آہستہ چلو یعنی آہستہ چلو تسکین سے چلو یعنی جلد بازی نیکوکاری نہین اور جب کوئی ٹیلا یا پہاڑی آتی تھی تو حضرت صلعم باگ کو تھوڑا ڈھیلا کر دیتے تھے تاکہ چڑھ جاوے یہانتک کہ مزدلفہ مین پہونچے تو مغرب اور عشا کو جمع کیا ایک اذان اور دو اقامت سے اور درمیان مین نوافل کو نہ پڑھا پھر استراحت فرمائی یہانتک کہ فجر نمودار ہوئی پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر ظاہر ہوگئی اذان اور اقامت سے پھر حضرت صلعم قصوا پر سوار ہوئے یہانتک کہ مشعر الحرام[3] مین آئے اور اسپر چڑھ گئے اور متوجہ بقبلہ ہوئے سو حق تعالی کی تحمید اور تکبیر اور توحید کرتے فرماتے رہے یہانتک کہ خوب روز روشن ہوگیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہان سے روانہ ہوئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور فضل بن عباسؓ کو پیچھے بٹھلایا یہانتک کہ محسر مین آئے تو اونٹنی کو تھوڑا تیز چلایا پھر حضرت صلعم وہ درمیان والی راہ چلے جو جمرۃ الکبری یعنی جمرۃ العقبہ تک پہنچتی ہی یہانتک کہ جمرۃ العقبہ تک پہونچے جو درخت کے پاس ہی سو اسکو سات کنکریان مارین مانند سنگریزہ کے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے درمیان سے وادی کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے پھرے اور نحر کرنے کے مقام مین آئے سو اپنے دست مبارک سے ترسٹھ اونٹ نحر کیے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم کیا سو باقی[4] سو اونٹ کو نحر کیا اور اپنی ہدی مین انکو شریک کیا پھر حکم کیا کہ ہر اونٹ سے گوشت کا ٹکڑا لیا جاوے سو دیگ مین گوشت ڈالا گیا اور حضرت صلعم نے اور علی مرتضیٰ نے اسمین سے گوشت کھایا اور اسکا دونون نے

[1] نمرہ کا نام ہی متصل عرفات کے ۳ میل جبل الشاۃ کے نیچے ہی وہان ایک جگہ کا نام ہی اور بعض نسخون مین ایک جگہ کا نام ہی اور صحیح وہی ہی جو متن مین ہی

[2] حبل المشاۃ کا نام ہی جبل الرحمۃ کا بھی ہی جو عرفات مین ہی

[3] مشعر الحرام کا نام ہی قزح بھی ہی

[4] یعنی پیادون کا ہدی کا اونٹ جو ساتھ تھا

شوربا پیا پھر حضرت صلعم سوار ہوئے اور بیت اللہ مین آئے پھر مکہ مین ظہر کی نماز پڑھی پھر عبدالمطلب کی اولاد کے پاس آئے اور وہ زمزم پر پانی پلاتے تھے اور فرمایا پانی نکالو اے عبدالمطلب کی اولاد سو اگر اسکا خیال نہوتا کہ لوگ تمھارے پانی پلانے پر غلبہ اور ہجوم کرینگے تو مین بھی تمھارے ساتھ پانی کھینچتا پس عبدالمطلب کی اولاد نے حضرت صلعم کو ایک ڈول پانی دیا تو حضرت صلعم نے اسمین سے پیا انتہی صاحب فتح القدیر نے کہا کہ اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی شیبہ اور نسائی اور عبد بن حمید اور بزار اور دارمی نے اپنی مسانید مین بھی روایت کیا ہے **فصل ثانی** قبر شریف کے آداب زیارت مین سنن ابی داؤد مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین جو سلام کرے مجکو مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھیرتا ہے تا اینکہ مین اسکو سلام کا جواب دیتا ہون روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بمجرد سلام کرنے کے حضرت صلعم اس عالم کیطرف متوجہ ہوتے ہین سلام کے جواب دینے کے واسطے اور ابوبکر بن ابی شیبہؓ وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو درود پڑھیگا میری قبر کے پاس مین اسکو سنتا ہون اور جو دور سے پڑھتا ہے دور تو مجکو پہونچتا ہے یعنے فرشتے پہونچاتے ہین دارقطنی اور ابوبکر بزار نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا میری شفاعت اسکے واسطے واجب ہوگئی یعنے بالضرور ثابت ہوگئی مجز صادق کے وعدہ صادقہ سے اور دارقطنی نے امالی مین اور ابوبکر مقری نے اپنے معجم مین اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین بسند معتمد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری زیارت کرنے کو آویگا اسطرح کہ اسکا کچھ مطلب و حاجت نہو سوا میری زیارت کے تو مجھپر یہ لازم ہوگیا کہ مین اسکا شفیع ہونگا قیامت کے دن ہم حضرت کی زیارت عام ہے حیات مین ہو یا بعد وفات کے چنانچہ اگلی حدیث مین مصرح ہے دارقطنی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اسنے میری زیارت کی میری حیات مین اور دارقطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اسنے مجھپر ستم کیا اور حافظ ابن عساکر نے بمضمون انس بن مالک سے روایت کیا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا کچھ عذر نہین جسکو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نکرے کذا فی المنح و تاریخ المدینہ للسید السمہودی اور حافظ منذری نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم میرا بعد وفات کے ویسا ہے جیسا علم میرا حیات مین ہے اور ابن عدی اور ابویعلی نے بروات ثقات روایت کیا انسؓ سے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا زندہ ہین اپنی قبور مین نماز پڑھتے ہین اور بیہقی نے اس حدیث کی تصریح کی ہے قاضی عیاض نے شفا مین کہ زیارت قبر سید المرسلین اجماعی سنت مسلمین ہے اور تاج الدین سبکی نے زیارت پر اجماع نقل کیا ہے قولاً و فعلاً کذا فی تاریخ المدینہ فضائل مقدس سید المرسلین کے معلوم ہوئے تو دریافت کرنا چاہیئے کہ علماے حنفیہ کے نزدیک زیارت قبر شریف کی افضل مستحبات اور اعظم مسائل نجات ہے بلکہ دیگر جہات سے مقدور والے کو اسواسطے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بمزید شفقت ہماری بہتری کیواسطے کیسی کچھ ترغیب اور اہتمام کیا بلکہ مبالغہ آمیز فرمایا چنانچہ احادیث سابقہ سے معلوم ہو چکا کذا فی شرح المختار و مناسک الطرابلسی اور مذہب محبت مین زیارت محبوب رب العالمین کی ذریعہ عین ہے علی الخصوص کہ معشوق عاشق نواز مزید کرم سے اپنے مشتاقون کو بلاوے اور سرفرازی کا مژدہ سناوے اور نہ حاضر ہونے پر عتاب فرماوے ولنعم ما قیل ع از دوست یک اشارت و ما بسر دویدن: بالجملہ جب بعد اداے حج کے در دولت مصطفوی کا ارادہ کرے تو بعد نماز اشراق کچھ خیرات کرے پھر مزید شوق اور ادب سے مدینہ طیبہ کیطرف روانہ ہو اور راہ مین کثرت درود کرے اور فراغت کے اوقات کو ورد خوانی سے مستغرق کر لے تا کہ قبل پہونچنے کے تحفہ درود کے پہونچنے سے حضرت صلعم کو اسکے حاضر ہونے کی اطلاع ہو رہے پھر جب مدینہ منورہ کی آبادی اور درخت نظر پڑین تو کمال خشوع اور خضوع سے درود کی کثرت کرے اور یہ دعا پڑھے اللھم ہذا حرم رسولک فاجعلہ وقایۃ لی من النار و امنا من العذاب و سوء الحساب اللھم افتح لی ابواب رحمتک و ارزقنی من زیارۃ رسولک صلی اللہ علیہ وسلم ما رزقتہ اولیاءک و اہل طاعتک واغفر لی وارحمنی یا خیر مسئول مستحب ہے کہ قبل داخل ہونے کے غسل کرے

اور نہو سکے تو وضو پر کفایت کرے چنانچہ دخول مکہ مین مذکور ہو چکا اور پاک صاف کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے کہ یہ ادب تعظیم سے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہی اور یہ جو بعضے لوگ مدینہ مشرفہ کو دیکھکر سواریون سے اتر پڑتے ہین اور پیدل چلتے ہین تو اسکا کچھ مضائقہ نہین اسواسطے کہ قوم عبدالقیس جب مدینہ مین داخل ہوئے تو حضرت صلعم کو دیکھکر اتر پڑے تھے اور حضرت صلعم نے اسپر کچھ انکار نہین فرمایا تھا اگرچہ اگلے سردار کی جو بعد غسل کرنے اور پوشاک بدلنے کے بسکین تمام خدمت مین حاضر ہوا تھا تعریف فرمائی کرمانی نے کہا کہ اگر باہر شہر کے غسل نہو سکا ہو تو اندر شہر کے غسل کرے اور اس سے پرہیز کرے جو بعضے جاہل سیاہ کپڑا نہین پہنتے ہین بمشابہت احرام پھر جب قبہ شریفہ نظر آوے تو اسکی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرکہ یہ وہ مکان پاک ہی جسکو حقتعالی نے اپنے حبیب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پسند فرمایا سو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے پھر جب مدینہ شریفہ مین داخل ہو تو یون کہے (بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک وفضلک) اور لازم ہی کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی عزت کو دھیان کرتے ہوئے درود پڑھتا داخل ہو اور یہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف وجلالت حاصل ہی یہ وہ مقام ہی کہ حق تعالی نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ہجرت گاہ ٹھہرایا اور یہ مکان مطہر مہبط وحی اور اصل احکام شریع اسلام اور منبع ایمان اور چشمۂ عرفان ہی فتح القدیر مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے منقول ہی کہ تمام بلاد تلوار سے فتح ہوئے مگر مدینہ قرآن سے فتح ہوا ہی اور چاہیئے کہ اپنے دل کو ہیبت اور عظمت مصطفوی سے بھرپور ہوئے اور وہان چلتے ہوئے یہ تصور کرے کہ یہ گذرگاہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شاید میرا قدم حضرت صلعم کے موضع قدم مبارک پر پڑ جاوے ولہذا امام مالک مدینہ مین سوار نہوتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو حیا آتی ہی کہ مین وہان سوار رہون جہان خود بدولت موجود ہون پھر جب مسجد شریف مین داخل ہو تو وہ کرے جو دخول مساجد مین کرتے ہین یعنی داہنا پانون پہلے رکھے اور یون کہے اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب (رحمتک) اور روضہ شریفہ کا اول قصد کرے مسجد شریف مین روضہ اس مکان کا نام ہی جو منبر اور قبر شریف کے درمیان مین ہی حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ میری قبر اور منبر کے درمیان مین روضہ ہی ریاض جنت سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہی پھر دو رکعت تحیت المسجد اس ستون کے آگے جسکے نیچے صندوق ہی پڑھے اسطرح کہ منبر کا عمود داہنے مونڈھے کے مقابل ہو اور جو مقوس لکڑی کہ قبلہ مسجد مین ہی وہ دونون آنکھون کے سامنے ہو کہ یہی مقام ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونیکا کذا فی فتح القدیر کرمانی اور صاحب اختیار نے کہا پھر بعد نماز کے سجدہ شکر کا کرے کہ یہ دولت نصیب ہوئی اور اسکی تمامی اور مقبولیت کی دعا کرے اور حق تعالی سے اسکی مدد چاہے کہ حضور مصطفوی کی رعایت آداب مین کوئی ادب مجھ سے فوت نہو پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز وانکسار سے آنکھین جھکائے متوجہ ہو اور وہان کی آرائش اور زینت کیطرف نظر نہ ڈالے کہ ادب سے بعید ہی اور مسمار فضہ کے سامنے کھڑے ہوکر زیارت کرے اسواسطے کہ حجرۂ شریفہ کے گرد شباک نحاسی یعنی تانبے کی جالیان بنگئی ہین مدت سے اور سابق مین موقف سلف جالیون کے اندر حجرۂ شریفہ کی دیوار کے قریب تھا ولہذا مناسک قدیمہ مین مذکور ہی کہ دیوار سے چار ہاتھ یا تین ہاتھ ہٹکر کھڑا ہو کذا فی تاریخ المدینہ للسید السمہودی بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کیواسطے کھڑا ہو اور اکثر کتب فقہ مین مذکور ہی کہ زیارت کیوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب قبلہ رو کھڑا ہو ابن ہمام محقق نے فتح القدیر مین کہا کہ استقبال قبلہ مین فقیہ ابواللیث کی روایت لائق اعتماد نہین اسواسطے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی مسند مین ابن عمر سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ حضرت صلعم کی قبر کیطرف قبلہ کی سمت سے آوے اور پشت اپنی قبلہ کیطرف کرے اور حضرت صلعم کی قبر شریف کیطرف منہ کرے پھر کہے (السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) انتہی کلامہ اور یہی مذہب ہی ائمہ ثلثہ رح کا الحاصل زیارت کیوقت مودب بطور نماز کھڑے ہوکر صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تصور کرے گویا حضرت صلعم لحد مبارک مین آرام فرماتے ہین اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہین اور میرا کلام سنتے ہین اسواسطیکہ حضرت کی حیات اور سماعت حدیث مین منصوص ہی پھر کمال حیا اور ادب سے یون عرض کرے (السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) تین بار (السلام علیک یا رسول رب العالمین السلام علیک

Marfat.com

يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ

اے بہترین سب خلق کے سلام تم پر اے سردار پیغمبرون کے اور ختم کرنیوالے نبیونکے سلام تم پر اے پیشوا پرہیزگارون کے سلام تم پر اے پیشوا اُنھ اور تاجدار چمکدار کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ

سلام تم پر اے بھیجے ہوئے واسطے رحمت عالم کے لوگون کیواسطے سلام تم پر اے سفارشی گناہگارون کے سلام تم پر اے حبیب اللہ کے سلام تم پر اے پسند کیے ہوئے اللہ کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا الْهَادِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

سلام تم پر اے برگزیدہ اللہ کے سلام تم پر اے راہ بتانے والے سیدھی راہ کے سلام تم پر اے وہ کہ اُنکا وصف کیا اللہ نے اپنے اس قول سے کہ تم پیدا ہوئے بڑے خلق پر

وَبِقَوْلِهٖ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصٰى فِيْ يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِذْعُ اِلَيْهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَمَرَنَا اللّٰهُ بِطَاعَتِهٖ

اور اس قول سے کہ ایمان والونپر شفقت کرنیوالے ہو مہربان سلام تم پر اے وہ کہ تسبیح پڑھی کنکرون نے انکے ہاتھون مین اور حنین کی ہاستون جو مین آپکی طرف سلام تم پر اے وہ کہ حکم کیا خدا تعالیٰ نے

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور درود و سلام پڑھنے کا اُنپر سلام تم پر اور تمام انبیا اور مرسلین پر اور آپکی اولاد پاک پر اور آپکی بیبیون پاک مسلمانون کی ماؤن پر

وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ كَثِيْرًا دَآئِمًا اَبَدًا كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى بِهٖ رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

اور آپکے سارے ساتھیون پر بہت سا سلام ہمیشہ مدام کو جیسا کہ پسند کرے رب ہمارا اور خوش ہو آپکو خدا جزا خیر دے ہمارطرف سے بڑھکر اُس سے کہ جزا دی ہو کسی رسول کو اُسکی امت کیطرف سے مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ لِاُمَّتِهٖ

اور کوئی اُسکا شریک نہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اُسکے بندے اور رسول اور برگزیدہ اُسکے خلق کے مین مین گواہی دیتا ہون کہ آپنے رسالت کو پہونچایا اور امانت کو ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی

وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَاَقَمْتَ الْحُجَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَقَاتَلْتَ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَصَلَّى اللّٰهُ

اور پوشیدہ بات کو واضح کیا اور حجت کو قائم کیا اور راہ کو واضح کیا اور مجاہدہ کیا آپنے اللہ کے باب مین حق اُسکے مجاہدہ کا اور آپنے اللہ تعالیٰ کے دین کیطرف سے یہانتک کہ آئی تم کو موت یقینی پس

عَلٰى رُوْحِكَ وَجَسَدِكَ وَقَبْرِكَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ وَاَزْكٰى وَاَنْمٰى صَلٰوةً دَآئِمَةً اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُكَ

آپکی روح اور آپکے بدن اور آپکی قبر پر افضل اور کامل تر اور زیادہ ستھری اور بہت بڑھیا ہمیشہ کو قیامت تک کہ رسول اللہ کے ہم آپکے پاس آئے ہین

جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَفَوَاجٍ بَعِيْدَةٍ قَاصِدِيْنَ قَضَآءَ حَقِّكَ وَالنَّظَرَ اِلٰى مَا يُشْرِكَ وَالتَّيَامُنَ بِزِيَارَتِكَ

آپکے پاس حاضر ہوئے ہین بہت سا فاصلہ کے شہرون اور دورکے ملکون سے قصد کرکے آپکے حق پورا کرنے کو اور دیکھنے کو آپکے نشانات اور برکت لینے کو آپکی زیارت سے

وَالْاِسْتِشْفَاعَ بِكَ اِلٰى رَبِّنَا فَاِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَالْاَوْزَارَ قَدْ اَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا

اور سفارش چاہنے کو تم سے طرف اپنے رب کے کہ خطاؤن نے ہماری کمرین توڑ دی ہین اور گناہ ہمارے مونڈھون پر بھاری پڑ گئے ہین

وَاَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ

اور تم سفارش کرنے والے شفاعت قبول کیے ہوئے ہو تم سے وعدہ ہوا سفارش کرنے اور مقام محمود کا اور اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ

اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

جب بُرا کیا تھا اپنے اوپر آتے تیرے پاس بخشواتے اللہ سے اور بخشواتا اُن کو رسول تو پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ وَاسْاَلْهُ

اور ہم آئے ہین برا کرکے اپنی جانون پر بخشوانے والے اپنے گناہونکو پس سفارش کیجیے ہماری اپنے رب کے پاس اور اُس سے سوال کیجیے

Marfat.com

اَنْ یُّمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِكَ وَاَنْ یَّحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِكَ وَاَنْ یُّوْرِدَنَا حَوْضَكَ وَاَنْ یَّسْقِیَنَا بِكَاْسِكَ غَیْرَ خَزَایَا
کہ ہمکو آپکے طریق پر مارے اور یہ کہ آپکے گروہ مین ہمکو اٹھاوے اور یہ کہ ہمکو آپکے حوض پر پہونچاوے اور آپکے پیالے سے پانی پلاوے نہم رسوا ہون
وَلَا نَادِمِیْنَ اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ
نہ شرمندہ سفارش کیجیے سفارش کیجیے ای رسول اللہ کے ای رب ہمارے مت ٹیڑھے کر دل ہمارے بعد اسکے کہ تونے ہمکو ہدایت کیا اور دے ہمکو اپنے
لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ
پاس سے رحمت بیشک تو ہی بڑا دینے والا ای رب ہمارے بخشدے ہمکو اور ہمارے اُن بھائیون کو جو ہمسے پہلے ہوے ہین ایمان مین اور مت کر ہمارے دلونمین کینہ اُن لوگون کا جو ایمان
اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ پھر سلام پہونچاوے اُسکا جسنے حضرت کو سلام کہدیا ہو اسطرح اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ
لائے ای رب ہمارے بیشک تو ہی شفقت کرنیوالا مہربان سلام تیرا ای رسول اللہ کے فلان پسر فلان کی طرف سے

یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ پھر درود پڑھے جتنا ہوسکے پھر داہنی طرف ایک ہاتھ کے بڑھے تا صدیق اکبر کے سامنے ہو اور یون کہے
وہ سفارش چاہتا ہی آپسے آپکے رب کے پاس تو آپ اُسکی سفارش فرمائیے اور سب مسلمانونکی

اَلسَّلَامُ مُحَلِّیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی الْغَارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَفِیْقَهٗ فِی الْاَسْفَارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْنَهٗ عَلٰی
سلام تیرا ای نائب سوکھدا کے سلام تیرا ای ساتھی رسوکھدا کے اندر غار کے سلام تیرا ای انکے رفیق سفرون مین سلام تیرا ای انکے امین
الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ مَا جَزٰی اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِیِّهٖ فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِیْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ
بھیدون پر تمکو خدا ے تعالیٰ جزا ے بڑھکر اُس سے کہ جزا دی ہو کسی پیشوا کو اپنے نبیؐ کی اُمت سے کہ تمنے نیابت کی بہتر نائب ہوکر اور تم چلے اُنکے طریق اور راستہ پر
خَیْرَ مَسْلَكٍ قَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَصَلْتَ الْاَرْحَامَ لَمْ تَزَلْ قَائِمًا لِلْحَقِّ وَنَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰی اَتَاكَ
اچھا چلنا تم لڑے مرتدون اور بدعت والون سے اور تمنے درستی کی اسلام کی اور ملایا قرابتون کو تم ہمیشہ رہے قائم حق کے لیے اور مددگار رہے اہل حق کے بیشک
الْیَقِیْنُ فَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰی مَحَبَّتِهٖ وَلَا تَخْیِبْ سَعْیَنَا فِیْ زِیَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ یَا كَرِیْمُ
کہ آئی آپ کو موت پس سلام آپ پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی برکتین الٰہی ہمکو موت دے اُنکی محبت اور برکات کے ہماری کوشش اُنکی زیارت مین اپنی رحمت سے ای کریم
پھر ایک ہاتھ بھر داہنی طرف کو بڑھے تو عمر فاروقؓ کی قبر کے سامنے ہو تو یون کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ بِاِمَاتَةِ الْاَصْنَامِ
سلام تیرا ای سردار ایمان والون کے سلام تیرا ای ظاہر کرنیوالے اسلام کے ای توڑنے والے بتون کے

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَمَّنْ اسْتَخْلَفَ فَلَقَدْ كَفَلْتَ الْاَیْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِیَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ مَلْجَاً قَائِمًا
تمکو جزا دے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بہتر جزا اور راضی ہو اُس سے جسنے تمکو اپنا نائب کیا کہ تمنے ذمہ داری کی یتیمون کی اور ملایا ناتون کو اور قوی ہوا تمسے اسلام اور تم تھے مسلمانونکے پناہ پسند
وَهَادِیًا مَهْدِیًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَیْتَ فَقْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسْرَهُمْ فَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اور راہ بتانے والے راہ یاب جمع کیا تمنے اُنکے تفرق کو اور غنی کیا اُنکی احتیاج کو اور باندھا اُنکی شکستگی کو پس سلام تیرا اور رحمت اللہ کی اور اسکی برکتین
پھر بقدر بالشت بھیجے ہٹے اور شیخین کی خدمت مین یون عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَفِیْقَیْهِ وَوَزِیْرَیْهِ وَمُشِیْرَیْهِ الْمُعَاوِنَیْنِ لَهٗ عَلَی الْاَهْوَالِ
سلام تم دونون پر ای دو صاحب سوکھدا کے اور اُنکے دو رفیق اور دو وزیر اور دو مشورہ دینے والے اور دو مددگار دین
فِی الدَّارَیْنِ اَلْقَائِمَیْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ جَزَاءِ جِئْنَاكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَنَسْئَلُ رَبَّنَا اَنْ یَّتَقَبَّلَ
مین قائم رہنے کے اور دو بجا لانیوالے اُنکے بعد مسلمانون کی مصلحتین جزا دے تم دونونکو اللہ بہتر جزا ہم آئے ہین تم دونون کے پاس وسیلہ پکڑتے ہین تمکو طرف سوکھدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تا وہ شفاعت کرین

Marfat.com

استعینا و یحیینا علی ملتہ و یمیتنا علیہا و یحشرنا فی زمرتہ پھر اپنے واسطے اور والدین کے واسطے اور جسنے دعا کو کہا ہو اور جمیع مسلمین کے واسطے دعا کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بطور اول کھڑا ہو اور یون کہے (اللھم انک قلت و قولک الحق و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما و قد جئناک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین الیک بنبیک اللھم ربنا اغفر لنا و لابائنا و لامہاتنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین) اور ان الفاظ زیارت مین اختیار ہے چاہے بڑھا دے اور چاہے گھٹا دے اور جس شخص کو اسقدر یاد نہ ہے تو اتنا کہنا کفایت ہے السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ و علی صاحبیک ابی بکر الصدیق و عمر الفاروق) اور بقدر توفیق جو دعا یاد ہو سو کرے پھر ابو لبابہ کے ستون کے پاس آوے جسمین انھون نے اپکو باندھا تھا یہانتک کہ انکی توبہ قبول ہوئی تھی اور دو ستون منبر اور قبر شریف کے درمیان مین ہین سو وہان دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ کرے اور دعا مانگے پھر روضہ مین آوے جہان بالفعل امام نماز پڑھاتا ہے سو جتنا ہو سکے وہان نفل نماز پڑھے اور دعا کرے اور تسبیح اور تہلیل اور استغفار کرے پھر منبر کے پاس آوے اور بہ نیت برکت اس جگہ پر ہاتھ رکھے جسکو رمانہ کہتے ہین جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھنے کے وقت دست مبارک رکھتے تھے پھر ستون حنانہ کے مقام کی زیارت کرے جو حضرت صلعم کے فراق مین رویا تھا اور قصہ اسکا احادیث صحیحہ مین مشہور ہے اور اس امر کی کوشش کرے کہ ایک رات مسجد نبوی مین بیدار رہے اور منبر اور قبر شریف کے پاس اور اسکے پائین مین اور قرأت قرآن مجید اور ذکر اللہ اور دعا مین بسر کرے کذا فی الاختیار شرح المختار اور بعض الفاظ زیارت تاریخ مدینہ سے منقول ہین اور جب تک مدینہ طیبہ مین رہے اسپر مستعد رہے کہ جماعت کی نماز مسجد نبوی مین نہ فوت ہو کہ سوائے مسجد الحرام کے اور مساجد سے پچاس ہزار مرتبہ وہان کی نماز افضل ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بعد قبرستان مدینہ کی زیارت مستحب ہے جسکو بقیع الغرقد کہتے ہین حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ اس مقبرہ سے ستر ہزار بصورت قمر لیلۃ البدر اٹھینگے اور جنت مین بلا حساب داخل ہونگے اور تاریخ مدینہ مین مذکور ہے کہ دس ہزار صحابی بقیع مین مدفون ہین پھر جب بقیع مین داخل ہو تو یہ دعا کرے السلام علیکم یا اہل المومنین دیارا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لاہل بقیع الغرقد اللھم اغفر لنا و لہم اور بقیع کی قبور مشہورہ کی زیارت کرے چنانچہ قبہ اہل بیت مین عم پیغمبر حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی اور شرقی قبہ مین سبط اکبر امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کی علیہم السلام اور امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت کرے اور صفیہ رضی اللہ عنہا عمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور فاطمہ بنت اسد علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی ماں کی قبر اور سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اور قبہ ازواج مطہرات کی زیارت کرے اور عثمان بن مظعون اور عبد الرحمن بن عوف کی زیارت کرے اور امام مالک کی قبر کی زیارت کرے کہ یہ قبور مشہور ہین اور بقیع مین فاطمہ زہرا علیہا السلام کی مسجد کی زیارت کرے جسکو بیت الاحزان کہتے ہین اور وہان نماز پڑھے اور ایک روایت یہ ہے کہ انکی قبر بھی وہین ہے اور مستحب ہے کہ پنجشنبہ کو شہدائے احد کی زیارت کرے لیکن صبح کی نماز پڑھکے جاوے تاکہ ظہر کی نماز مسجد شریف مین ملے پھر ابتدائے زیارت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کرے اور یون کہے (السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار سلام علیکم دار قوم مومنین انا ان شاء اللہ بکم لاحقون اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھے کذا فی الاختیار شرح المختار اور خود جبل احد کی زیارت کرے کہ حدیث مین آیا ہے کہ احد پہاڑ ہے ہمکو چاہتا ہے اور ہم اسکو چاہتے ہین اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم مصعب بن عمیر کی قبر پر گذرے یعنے شہدائے احد مین پھر وہان کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم خدا کے

Marfat.com

نزدیک زندہ ہو سوا ی لوگو زیارت کیا کرو اور اُنکو سلام کرو پس قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جسکے قابو مین میری جان ہی کہ جو اُن کو سلام کرے گا اُسکو جواب دینگے قیامت کے دن تک کذا فی فتح القدیر اور مستحب یہ ہی کہ شنبہ کے روز مسجد قبا کو جاوے اسواسطے کہ صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسجد قبا کی زیارت کرتے تھے ہر شنبہ کے دن سوار اور پیدل اور اُس مین دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور نسائی مین سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسجد قبا کو گیا پھر وہان دو رکعت نماز پڑھی تو اُسکو عمرہ کے برابر ثواب ملے گا مسجد قبا اول مسجد ہی جو اسلام مین تعمیر ہوئی اور اول اس مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پتھر رکھا پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور مستحب ہی کہ قبل دخول مسجد قبا کے یہ دعا کرے (یا صریخ المستصرخین ویا غیاث المستغیثین ویا مفرج الکرب عن المکروبین ویا مجیب دعوۃ المضطرین صل علی محمد وآلہ اجمعین واکشف عنی کربی وحزنی کما کشفت عن رسولک کربہ وحزنہ فی ہذا المقام یا حنان یا منان یا کثیر المعروف یا دائم الاحسان) پھر اُس کنوین پر آوے جسکو بیر اریس کہتے ہین جس مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے لعاب دہن مبارک ڈالا اور دوسرا کنوان ہی مسجد کے قریب وہان وضو کرے اور اُسکا پانی پیے پھر مسجد الفتح مین آوے جو خندق کے اوپر ہی اور اس دعا کو پڑھے جو ابھی مذکور ہوئی اسی طرح جمیع مشاہد متبرکہ اور مساجد معظمہ مین جاوے جو شمار مین تیس ہین جنکو اہل مدینہ جانتے ہین اور وہان سات کنوئین مشہور ہین تلاش کرکے وہان جاوے اور اُنکا پانی پیے باتباع سنت اور بہ نیت شفا کے کذا فی مناسک الکرمانی وفتح القدیر اور جب رجوع وطن کا قصد کرے تو یہ مستحب ہی کہ رخصت ہونے کو قبر شریف مصطفوی کے پاس آوے اور جو دعیہ کہ اول زیارت مین مذکور ہو چکی ہین اُنکو اعادہ کرے پھر یون کہے رد وعناک یا رسول اللہ غیر مودعین ولا سامحین بفرقتک ونحن نسالک ان تسال اللہ تعالیٰ ان لا یقطع آثارنا من زیارتک وان یبارک لنا فیما وہب لنا من الولد وحفل من النعم وان یرزقنا الشکر علی ذلک بمنہ اللہم لا تجعل ہذا آخر العہد من زیارہ قبر نبیک اللہم فان توفیتنی قبل ذلک فانی اشہدک فی مماتی مثل ما شہدت علیہ فی حیاتی لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین) پھر مسجد کے اندر روضہ شریف مین آوے اور دو رکعت نماز پڑھے اور دعاے عافیت کرے اور مسجد سے نکلنے کے وقت پہلے بایان پانون بڑھاوے اور مفارقت مسجد شریف اور قبر مبارک سے کمال غمناک اور متاسف ہو اور چند قطرات آنسو نکالے اسواسطے کہ فراق قبر سید المرسلین مین رونا علامت ہی قبول کی پھر یون کہے (اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم لا تجعل ہذا آخر العہد بنبیک وحط اوزای بزیارتہ اصبحنی فی سفری ہذا بالبر والتقوے ویسر رجوعی الی اہلی یا ارحم الراحمین) پھر ہمسایگان مصطفوی یعنے اہل مدینہ پر کچھ خیرات کرے جو ہو سکے کہ اس خیرات کو مقبولیت اور سلامتی راہ مین اثر ہی پھر روانہ ہو سو اگر مدینہ سے مکہ کی طرف آوے چنانچہ اہل ہند کو اتفاق ہوتا ہی تو ذی الحلیفہ سے احرام باندھے یا حج کا یا عمرہ کا اور حرمین کے درمیان مین مساجد متبرکہ بیس ہین اُنکو تفحص اور تحقیق کرکے اُن مین نماز پڑھے کذا فی مناسک الکرمانی پھر جبکہ اپنے وطن کے قریب پہونچے تو آگے سے اپنے لوگون کو اطلاع کرے اور وقفہ کرے علی الخصوص رات کو گھر مین نجاوے کہ حدیث مین ممنوع ہی پھر جب اپنے شہر مین پہونچے تو مسجد مین دو رکعت نماز پڑھے جب گھر مین جاوے تو وہان بھی دو رکعت نماز پڑھے اور حمد وشکر بجا لاوے کہ یہ دولت نصیب ہوئی اور عافیت اور سلامت سے اپنے اہل وعیال کو ملا اور بعد حج کے لازم ہی کہ آخرت کو نہ بھولے اور معاصی سے پرہیز کرے اسواسطے کہ نکس اشد ہی مرض سے یعنے بعد شفا اور صحت کے پلٹا کھانا

Marfat.com

بیماری سے تبر ہو اور اپنے مولیٰ کی عبادت پر سابق سے زیادہ تر مستعد ہو جاوے کہ حج مقبول کی یہی علامت ہو کہ آگے سے بہتر ہو جاوے کذا فی فتح القدیر والکرمانی حق تعالیٰ ہمکو اور ہمارے اخوان مسلمین کو حج مبرور اور زیارت مقبول اپنے کرم سے عنایت کرے اور ہماری دستگیری فرماوے آمین ثم آمین فائدۂ جلیلہ یعنے آداب زیارت کے واسطے انتفاع مسلمین کے خلاصۃ الوفا تاریخ مدینہ منورہ سے مذکور ہوتے ہیں منجملہ آداب زیارت کے یہ ہے کہ قبر شریف کی دیوار کو ہاتھ سے نہ چھوے نہ چومے نہ وہان طواف کرے کہ مکروہ ہو اسلیے کہ طواف بیت اللہ کے لیے مخصوص ہو اور پیٹ اور پیٹھ کو دیوار سے لگانا بھی مکروہ ہو بلکہ مقتضاے ادب یہ ہو کہ دور رہے جسقدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اگر حاضر ہوتا تو دور رہنا ہی حق ہو اور اسی پر علما کا اجماع ہے اور جو یہ سمجھے کہ چھونے اور چومنے مین محبت اور برکت زیادہ ہو تو یہ اسکی جہالت اور غفلت ہو اسواسطے کہ برکت اور محبت پسندیدہ آمین ہے جو شرع شریف کے موافق اور قول علما کے مطابق ہو احیاء العلوم مین مصرح ہو کہ قبور کا چھونا اور چومنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہو انس بن مالک صحابی نے ایک مرد کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی قبر شریف پر ہاتھ رکھے ہو تو اسکو منع کیا اور کہا کہ یہ امر حضرت صلعم کے زمانہ مین معروف نہ تھا اور آداب سے یہ ہو کہ قبر شریف کے پاس جھککر سلام نکرے کہ بدعت ہو اور اس سے بڑا زیادہ یہ ہو کہ زمین کو چومے جاہل لوگ جانتے ہین کہ یہ تعظیم کا کام ہے حالانکہ یہ غلط ہے علامہ عزالدین بن جماعہ نے کہا کہ مجکو جہلاؤن سے تعجب نہین آتا بلکہ بعضے علماے مجکو تعجب آتا ہو جو اسکی خوبی کا فتویٰ دیتے ہین جان بوجھ کر اور آداب سے یہ ہو کہ قبر مقدس کو پشت نہ دے نہ نماز مین نہ غیر نماز مین اور نہ قبر کے سامنے نماز پڑھے ابن عبدالسلام نے کہا کہ جب نماز کا ارادہ کرے تو بجرۂ شریفہ کو پیٹھ دیکر نہ کھڑا ہو اور نہ نماز کے آگے کرے اور لازم ہو کہ قبر شریف کے ادب سے آنکھ نیچی کیے رہے اور بیہودہ گفتگو نہ کرے اور چلا کر نہ بولے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب بعد وفات کے اسی طرح واجب ہو جیسا کہ حیات مین اسواسطیکہ حیات اور سماعت حضرت صلعم کی حدیث مین مصرح ہو اور جب قبر شریف کیطرف ہو کر نکلے اگرچہ خارج مسجد کیطرف نکلے تو لائق ہو کہ کھڑا ہو جاوے اور سلام عرض کرے امام مالکؒ کا یہ مذہب ہو کہ اہل مدینہ کو لازم نہین کہ جب مسجد مین آوین تو سلام کرین لیکن مسافر کو لازم ہو اور باقی مذاہب ثلثہ مین ہر شخص کو سلام کرنا لازم ہو ہر بار بطور استحباب کے اسواسطے کہ خیر کی کثرت بھی خیر ہو مجد الدین صاحب قاموس نے کہا کہ حجرۂ شریفہ کا دیکھنا عبادت ہو بقیاس رویت کعبہ کے اور مسجد کے باہر قبہ شریفہ کو نہایت تعظیم اور محبت سے دیکھتا رہے اور آداب سے یہ ہو کہ قیام مدینہ کی مدت مین درود کی کثرت کرے اور روزے رکھے اور مسجد شریف کی نماز جماعت پر حریص رہے اور اعتکاف کرے اور ایک ات مسجد مین رہے اور قرآن ختم کرے اور مستحب ہو کہ بعد سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر روز بقیع مین جایا کرے امام نوویؒ نے کہا علی الخصوص جمعہ کے دن اور آداب سے یہ ہو کہ مدینہ کے رہنے والون سے محبت رکھے خصوصاً علما اور صالحین اور سادات اور مسجد کے خادمین سے علی حسب المراتب یہانتک کہ عوام اور وہان کے غلام تحنین کوئی فضیلت نہین وہ بھی واجب الاحترام ہین بسبب ہمسائگی خیر الانام کے علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ وہان کے عوام تارک السنت اور مرتکب بدعت ہون لیکن شرف سکونت مدینہ اور ہمسائگی حضرت صلعم بلاشبہہ انکو ثابت ہو بہرصورت ہمارے حق مین واجب التعظیم ہین امید ہو کہ خاتمہ انکا بخیر ہو اور قرب ظاہری قرب باطنی مین تاثیر کرے فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم ؎ الی القلب من اجل الحبیب حبیب ؎ کذا فی تاریخ السید السمہودی ہم جیسے اہل مدینہ واجب التعظیم ہین ویسے ہی اہل مکہ لازم التکریم ہین اسواسطے کہ اہل مدینہ ہمسایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اہل مکہ ہمسایہ بیت اللہ ہین تو محبت اور تعظیم اہل حرمین شریفین انسان ایمانی کی نور العینین ہو۔

* * * *

Marfat.com